عقیدۂ ختمِ نبوت و ردِ قادیانیت پر علماء و محققین (اہلِ سنت و جماعت)
کی پانچ سو (۵۰۰) کتب و رسائل کا اجمالی تعارف

کتابیات ختمِ نبوت

بنظرِ عقیدت

متوکل علی اللہ، پیرِ طریقت

حافظ قاسم علی ساقی زید مجدہ

زیرِ سرپرستی

عالمی مبلغ اسلام، شیخ طریقت، حضرت العلام

خواجہ محمد بدر عالم جان

تحقیق و ترتیب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

مدیرِ اعلیٰ: مجلہ المنتہیٰ

پروگریسو بکس

Regd. 2-66/8288

سہ ماہی

المنتہیٰ

رجسٹرڈ

جلد 2 | اکتوبر تا دسمبر 2019ء | شمارہ 10

زیر ظل عاطفت

متوکل علی اللہ، یادگار اسلاف قبلہ

حافظ محمد قاسم علی ساقی مدظلہ

آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس، شکر گڑھ

قیمت فی شمارہ -/40 روپے

المنتہیٰ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفسِ مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے

سالانہ خریداری -/200 بمع ڈاک

غلام دستگیر فاروقی نے منہاج القرآن پبلی کیشنز سے چھپوا کر آستانہ چشتیہ خیریہ شکر گڑھ سے شائع کیا۔

مرکزی آفس: آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس (چک امرو روڈ) شکر گڑھ

زونل آفس: دار العلوم جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور

E-mail:farooqi4156@hotlook.com

فہرست

حمد باری تعالیٰ

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں ترے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانا ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا

ترا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک رازداں تیرا

جہانِ رنگ و بو کی وسعتوں کا رازداں تو ہے
نہ کوئی ہمسفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا

تری ذات معلیٰ آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

محمد علی ظہوری

عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا

عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا
مقام خاص ظاہر اس سے ہے شاہ رسالت کا

خبر دی ہر نبی نے اُن کی آمد کی زمانے کو
کیا دنیا میں ہر مرسل نے چرچا ان کی عظمت کا

خدا نے کی ہے شامل ہر فضیلت ان کی خلقت میں
تخصص ہے انہی کا نام لیں ہم جس فضیلت کا

کیا جب اہتمام انتخاب اصحاب دانش نے
ہوا مختص انہی کے نام اعزاز اوّلیت کا

کیا ہے اعتراف ہر دور کے تاریخ دانوں نے
محمد مصطفیٰ کی عبقریت، اکملیت کا

سبق آموز کردار محمد کا ہے ہر پہلو
حیات افروز ہر رخ سے مرے آقا کی سیرت کا

وقار حاصل ہوا انسانیت کو ذات احمد سے
وجود مصطفیٰ اوج و شرف ہے آدمیت کا

خیال ان کے ادب کا اہل ایماں کو رہے ہر دم
شریعت کی یہی منشا، یہی مقصد طریقت کا

سہولت مجھ کو دار و گیر محشر میں دلائے گا
جو میرے پاس ہے اندوختہ ان کی محبت کا

ازل سے ہم ثناء خواں ہیں شفیع روز محشر کے
ڈرائے گا ہمیں کیا دغدغہ روز قیامت کا

ازل میں جب خدا نے نعمتیں تقسیم فرمائیں
عطا فرمایا طارق کو خزانہ نعت حضرت کا

حضرت طارق سلطان پوری

(بشکریہ، مجلّہ الحقیقہ، ختم نبوت نمبر، ج ۲)

اداریہ

علامہ غلام مصطفی مجددی

بانی وسرپرست ادارہ تعلیمات مجددیہ (شکرگڑھ)

سیاسی، اخلاقی اور سفارتی امداد:

شمر، یزید، چنگیز، ہلاکو اور ہٹلر جیسے رسوائے زمانہ ناموں اور کرداروں کا وارث نریندر مودی اپنی تمام تر خباثتوں اور حماقتوں کے ساتھ جنت کشمیر پر مسلط ہے، اس فرعون وقت نے اپنے ہی ملک کے آئین کے آرٹیکل ۳۷۰ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس متنازعہ علاقے کی خصوصی حیثیت ختم کردی اور تاریخ کا خوفناک کرفیو نافذ کردیا، اس وقت پوری وادی کو تقریباً ۹ لاکھ ریاستی دہشت گردوں نے اپنے نرغ میں لے رکھا ہے اور نہتے اور بے گناہ کشمیریوں پر ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، بچوں کا دودھ بند ہے، بزرگوں اور بیماروں کی دوائیاں بند ہیں، مساجد بند ہیں، مدارس بند ہیں، بازار اور کاروبار بند ہیں، سکول، کالج اور یونیورسٹیاں بند ہیں، میڈیا، انٹرنیٹ اور مواصلات کے پرانے اور نئے ادارے بند ہیں، اہل کشمیر کی فلک شگاف آوازوں کو بلند کرنے کے لیے پلیٹ گنوں کی بوچھاڑ، آنسو گیس کی بھرمار اور شیطانی گماشتوں کی للکار پورے عروج پر ہے، لوگ اپنے گھروں میں محصور ہیں، اگر صدائے احتجاج بلند کرنے اور عالمی ضمیر کو جھنجوڑنے کے لیے بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں باہر نکلتی ہیں تو ان پر قیامتیں توڑی جاتی ہیں، ہزاروں جوان ہندوستان کی مختلف جیلوں میں بند کردیئے گئے ہیں، حریت قیادت ہی نہیں اب تو ساری زندگی ہندو بینے کا پانی بھرنے والے کٹھ پتلی لیڈر بھی گرفتار کرلیے گئے ہیں اور ان کو اس رسوائی اور نظر بندی کے دوران دوقومی نظریے کی ضرورت اور حقانیت کا ادراک ہوگیا ہے ؎

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اس دور عالم انگیز میں پورا عالم اسلام چیخ رہا ہے، اسلامی علاقوں اور سرزمینوں پر غیر اسلامی فوجوں کے قبضے ہیں، فلسطین، عراق، شام اور افغانستان میں قتل وغارت کے بازار گرم ہیں، سوشل

میڈیا پر کتنی ویڈیوز وائرل ہو چکی ہیں جن میں مسلمان لڑکیوں کو ہندو اور یہودی فوجی گھسیٹ رہے ہیں اور ان کے تڑپتے لبوں پر امت مسلمہ کی بے بسی اور اس کے حکمرانوں کی بے حسی کا نوحہ ہے، افسوس! پونے دو ارب مسلمانوں کی یہ قابل رحم حالت ان کے عیاش اور زر پرست حکمرانوں کی وجہ سے ہے جن کی ناپاک زبانوں پر صرف ''سیاسی، اخلاقی اور سفارتی'' امداد کا ذکر ہے، یہ کون سی امداد ہے، اس امداد کو زمانے کا کوئی شمر، یزید، چنگیز، ہلاکو اور ہٹلر کیا سمجھتا ہے جس کے قلب سیاہ کو غریبوں اور بے گناہوں کی چیخیں کسی دلکش نغمے کی طرح محسوس ہوتی ہیں، آج کشمیر اور فلسطین کی بیٹیاں کسی ایوبی اور غزنوی کی متلاشی ہیں، خالی نعروں کا دور گزر چکا ہے، اب نعروں، ریلیوں، جلوسوں، جلسوں، کانفرنسوں، مذمتی قراردادوں اور دھمکیوں سے کچھ نہیں ہوگا، ہماری حکومت نے ہر دروازے پر دستک دی ہے، شور ڈالا ہے، یہ حقیقت ہے بہتر سال میں اتنا ذکر کشمیر کبھی نہیں ہوا جتنا اس حکومت نے کیا ہے، پہلے تو کشمیر کمیٹی کا چیئر مین ہی نظریہ پاکستان کا اور جہاد کشمیر کا دشمن تھا، اب اس شور شرابے کا آغاز ہوا ہے تو ہر دروازے سے یہی آواز آتی ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں، یہ مسئلہ دونوں ملکوں کو مل کر اچھے طریقے سے حل کرنا چاہیے وغیرہ وغیرہ، عرب ریاستوں کے گمراہ اور عیاش بادشاہوں نے قصاب ہندوستان کو اپنے محلات میں بلا کر اور اعلیٰ سول ایوارڈ دے کر پاکستان اور دیگر عالم اسلام کو جو شرمناک پیغام دیا ہے وہ بھی چشم عالم کے سامنے ہے، خود سعودی عرب نے ۷۵ عرب ڈالر کی سرمایہ کاری سے ہندوستان کو معاشی سہارے فراہم کیے ہیں، ایسے دردناک ماحول میں ''نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر'' کا فلسفہ ایک سہانا خواب یا کسی خوش خیال شاعر کی حسین خواہش بن کر رہ گیا ہے، امت مسلمہ کے ان مسائل کا حل جہاد فی سبیل اللہ کا دو ٹوک اعلان ہے، جہاد کے لیے اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے اور اتحاد کا عالم یہ ہے کہ ہر لیڈر چند ہزار آدمیوں کا جلوس لے کر نکلتا ہے تو کسی دوسرے لیڈر کو ساتھ ملانے کے لیے تیار نہیں ہوتا، چوکوں اور بازاروں میں دعوے کرتا ہے کہ ہم جہاد کے لیے نکلے ہیں، ہمیں باڈر پر بھیجا جائے، ہم چاندنی چوک اور لال قلعے پر سبز پرچم لہرائیں گے، اس طرح کا جہاد جگ ہنسائی کے علاوہ کچھ نہیں، جہاد کا باقاعدہ اعلان حکومت وقت، ریاست اسلام اور افواج پاکستان کی زبان سے نکلنا چاہیے، پوری قوم متحد ہو کر افواج پاک کی پشت پناہی کرے، حیرت ہے کہ ملک چلانے کے لیے معمولی ٹیکس پر ماتم کرنے والی قوم کیا کوئی بڑا جنگی ٹیکس قبول کرے گی، اس کے لیے بھی ذہنی طور پر تیار ہونا چاہیے، ملک ہوگا تو ملازمت ہوگی اور کاروبار چلے

گا، لوگو! کیا ہم ان پرندوں سے بھی گئے گزرے ہیں جنھوں نے آگ لگنے کی صورت میں بھی برگد کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے اس برگد کے سائے میں زندگی گزاری ہے اب اس پر مشکل وقت آیا ہے تو ہمارا جینا اور مرنا اس کے ہمراہ ہوگا، ہم اس کو بچائیں گے، نہیں تو اس کے ساتھ جل جائیں گے، ''وفاداری بشرط استواری'' ہی بندہ مومن کی میراث ہوتی ہے۔

آج نیلم اور جہلم کی وادیاں خون مسلم سے رنگین ہیں، آج بلند و بالا چنار محو گریہ ہے، آج چشموں کے جلترنگ کسی بیوی اور یتیم کی کربناک آواز ہیں اور ہم ہیں کہ ''سیاسی، اخلاقی اور سفارتی امداد'' پر زور دے رہے ہیں، آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے تمام سیاسی اور مذہبی مفادات کو پس پشت ڈال کر تمام مسلمان آئمہ کی فریادرسی کریں، پاکستان واحد اسلامی سپر پاور ہے، اس کی ذمہ داری بھی سب سے زیادہ ہے، باقی مسلمان آئمہ کو بھی چاہیے کہ اس کی سیاسی اور معاشی مشکلات کو آسان کرنے کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، عرب ریاستیں یہ مشکلات بہت آسانی سے حل کر سکتی ہیں، افسوس موجودہ حالات میں یہ نظریہ بھی سابق نظریوں کی طرح سہانا خواب اور حسین خواہش ہی دکھائی دے رہا ہے، دعا ہی کی جا سکتی ہے

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کر دے
مور بے مایہ کو ہم دوش سلیماں کر دے

سیلابی ریلے کدھر گئے:

ہم واحد قوم ہیں جو اپنے مسائل خود حل کرنے کی بجائے اپنے دشمنوں کے ساتھ شکایات کرتے ہیں، ہائے ہندوستان نے ہمارا پانی بند کر دیا، وہ تو دشمن ہے، اس نے دشمنی کے سوا اور کیا کرنا ہے، سوال تو یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے، اس سال پورے ملک میں بادل کھل کر برسے ہیں، دریاؤں اور ندی نالوں میں سیلابی ریلوں نے سر اٹھایا اور اپنی طوفانی موجوں میں دیہاتوں اور فصلوں کو بہا کر سمندر میں غرق ہو گئے، اربوں ڈالر کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی سمندری پانیوں میں گم ہو گیا اور کراچی، تھر اور تھل کے باسی اسی دیرینہ پیاس میں جلتے رہ گئے، سندھ میں ایک پارٹی کتنے عرصے سے براجمان ہے، اس نے کتنے بیراج بنائے، کتنی نہریں اور جھیلیں بنائیں، کتنے ڈیم بنائے، یہ سب کچھ کرنے کے لیے اس پارٹی کو اور کتنا عرصہ چاہیے، اس کو نو آموز چیئرمین تو پوری دنیا کی رہنمائی کرتا ہے مگر اپنی

ناک کے نیچے کچھ نہیں دیکھتا، کوئی تنقید کرے تو جواب ملتا ہے کہ ہم سے عوام خوش ہیں، اس لیے تو ہمیں ہر بار ووٹ دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ووٹ لیتے نہیں، ووٹ چھینتے ہیں، اس وقت وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ ان سالانہ سیلابی ریلوں کو روکنے اور ملک کو قوم کی سیرابی وشادابی کا سامان بنانے کے لیے چھوٹے، بڑے ڈیموں اور جھیلوں کا بندوبست کریں بلکہ یہ کام بھی پاک فوج کا منظم ادارہ ہی کر گزرے تو بہت بڑا صدقہ جاریہ ہوگا، پاک فوج ریٹائرڈ آفیسر تقریباً پچاس ہزار سول نو جوانوں کو عسکری تربیت دیں اور ان سے ڈیموں اور جھیلوں کی تعمیرات کا کام لیں، ان ڈیموں اور جھیلوں سے ہونے والی آمدن پاک فوج پر خرچ ہوگی تو ملک وقوم سے بہت بڑا مالی بوجھ اتر جائے گا اور ادارہ تقریباً خود کفیل ہو جائے گا، اسی طرح ریلوے جیسے ادارے کی لاکھوں ایکڑ زمین بھی زیر کاشت لا کر، اس پر باغات، فصلات اور جنگلات اگا کر اس کو خود کفیل بنایا جاسکتا ہے، ہمارے سیاستدانوں اور بیوروکریٹ ٹھنڈے دفتروں سے باہر نکلیں گے تو زمینی حقائق سے آگاہ ہو سکیں گے، راوی اور ستلج سارا سال ویران رہتے ہیں، اگر ان کے پاٹ چوڑے اور گہرے کر کے سیلابی پانی روکا جائے تو یہ سدا بہار جھیلوں کا روپ دھار سکتے ہیں، ان سے دوامی نہریں چل سکتی ہیں، ان کے کناروں پر سیر گاہیں بن سکتی ہیں، بے تحاشا درخت اگائے جاسکتے ہیں، پرانی تہذیبوں کو جلا مل سکتی ہے، افسوس! سو ارب ڈالر کی مقروض بے پرواہ قوم ہر سال تقریباً پچاس ارب ڈالر کا پانی سمندر میں ضائع کر دیتی ہے، دو چار سال کا پانی ہمارا قرض اتار سکتا ہے، ہمارے نمک سے ہندوستان جیسا دشمن ملک لاکھوں ڈالر کما رہا ہے، ہمیں اس کی بھی کوئی فکر نہیں، کمیشن اور کک بیکس کے رسیا لوگ، مال و دولت کے حریص ہر کارے اور حرام خوری کے ٹھیکیدار ان معاملات پر توجہ دینا اپنی شیطانی جبلت کی توہین سمجھتے ہیں ۔

حیدری فقر ہے ، نہ دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کئی اور ستارے ٹوٹ گئے:

ہماری اس سہ ماہی (جولائی تا ستمبر ۲۰۱۹ء) میں سواد اعظم پاکستان کے بہت سے علما اور مشائخ داغ مفارقت دے گئے، حضرت مولانا منیر احمد یوسفی (لاہور) حضرت شیخ سید منظور احمد

چشتی فریدی (ساہیوال) حضرت مولانا محمد اکرم نقشبندی (نارووال) حضرت مولانا احمد حسین نقشبندی (نارووال) وغیرہ، مولا تعالیٰ ان بزرگوں پرار بوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق دین اسلام کی از حد خدمات سرانجام دیں اور سینکڑوں خدام دین تیار کیے جو روشن شمعوں کی صورت میں معاشرے کی تاریکیاں دور کررہے ہیں، صرف جنازوں اور ختموں پر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہونے والی قوم نے ان بزرگوں کے جنازوں اور ختموں پر بھی اپنی بیداری کا ثبوت دیا، ہماری کئی سیاسی اور مذہبی راہنماؤں نے اتحاد و اتفاق پر درس دیئے، تقریریں کیں، نعرے لگوائے اور یہ گئے، وہ گئے، اتحاد واتفاق کے لیے کوئی عملی اقدام اٹھانا اور اپنی ذات واوقات کے دائرے کو ذرا وسیع کرنا نصیب نہ ہوا یہ زبانی جمع خرچ کب تک چلے گا، سادہ دل لوگ کب تک خیالوں اور خوابوں میں الجھے رہیں گے، ایک جنازے پر تو ایک بڑے مذہبی اور سیاسی راہنما نے فرمایا کہ اتحاد وقت کی ضرورت ہے، کاش کوئی پوچھے کہ حضور! اتحاد کے راستے میں رکاوٹ کون ہے، آپ رہنما حضرات یا یہ سادہ دل لوگ، جب آپ حضرات اور آپ حضرات کے ناعاقبت اندیش مشیران حضرات سوشل میڈیا پر ایک دوسرے کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کریں گے اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ آپ حضرات کی ان حرکتوں کو سواد اعظم کے بدترین دشمن بھی مشاہدہ کررہے ہیں اور وقت آنے پر آپ حضرات کے خلاف استعمال کرنے والے ہیں تو اتحاد اور اتفاق کی راہ کیسے ہموار ہوسکتی ہے، بس آپ حضرات جنازوں اور ختموں کو ہائی جیک کیا کریں اور اپنے تمام فرائض سے سبکدوش ہوجایا کریں، راقم نے عرض کیا ہے:

بیجان سنگ و خشت کی صورت جذبوں سے بیگانہ لوگ
شہر وفا میں ہم نے دیکھے کتنے تنہا تنہا لوگ
اور خوابوں کے تاج محل میں رہنے والے شہزادے
کیا معلوم تمہیں رہتے ہیں شہر میں کیسے زندہ لوگ
رہبر بن کے آنے والے رہزن بن کے لوٹ گئے
کس کو دکھائیں داغ محبت ، کس کو سنائیں بپتا لوگ
مر کے پہنچے جب منزل پر ، وہ بھی ایک سراب لگی
شاید منزل کے سپنوں میں بھول گئے ہیں رستا لوگ

❁❁❁

قسط نمبر 7

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

اسلوب نمبر 7

قرآن حکیم میں متعدد بار پیغمبر اسلام ﷺ سے پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کا تذکرہ کیا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا بار بار ذکر ہوا اس اسلوب کا لیکن قرآن حکیم گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کی طرف کوئی خفیف سا اشارہ تک نہ کیا گیا۔

آیات ملاحظہ ہوں!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء:25)

ترجمہ: ''اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔''

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ج فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِی الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (الحج:52)

ترجمہ: ''اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں

(وسوسہ) ڈال دیتا تھا تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اللہ اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور اللہ علم والا (اور) حکمت والا ہے۔''

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً ؕ اَتَصۡبِرُوۡنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا (الفرقان:20)

ترجمہ: ''اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا۔ کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے۔''

قرآن حکیم میں اس قسم کی 32 کے قریب آیات مقدسہ ہیں۔ غور فرمائیں اگر نبی رحمت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت و رسالت مقدر ہوتی تو یقیناً ان کے انکار سے تکفیر لازم ہوتی تو بہر صورت قرآن یہ حکم بھی دیتا کہ محمد عربی ﷺ کے بعد بھی نبی اور رسول آئیں گے ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کسی کا انکار کر کے تم کافر اور ہلاک ہو جاؤ۔

لیکن پورے قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں سرکار دو عالم ﷺ کے بعد آنے والے کسی نبی اور رسول کا ذکر ہو۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام ہی آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب قیامت ہے بس۔ قیامت سے پہلے کوئی نبی نہیں۔ یہی حال احادیث نبویہ میں ہے کہ تقریباً دو سو دس احادیث علی رؤس الاشہاد مسئلہ ختم نبوت کو بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا لیکن کسی ایک حدیث میں اس جانب اشارہ تک نہیں کہ آپ کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت جاری ہے یا حضور نے فرمایا ہو کہ میرے بعد بھی نبی آئیں گیں یا آئے گا۔ ہرگز نہیں اب قیامت تک آپ کی نبوت و رسالت کا دور دورہ ہے۔

کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

حضور سید عالم ﷺ نے خود ارشاد فرما دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی، بعثت انا والساعۃ کھاتین)

میں اور قیامت اسی طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

۲۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
بے شک میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا اور میں عاقب ہوں اور وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسماءہٖ ﷺ)

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں کہیں صراحتاً یا اشارۃً ہرگز ایسا نہیں ملتا کہ رحمۃ اللعلمین ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا تذکرہ ہو۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے لیکن ان کو نبوت مل چکی وہ دوبارہ آ کر حضور ﷺ کی شریعت کے ہی پابند ہوں گے۔ اب ہمارے محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان اللہ کریم نے مہر ختم نبوت لگا دی۔ اب کوئی نبی نہیں۔ جو دعویٰ کرے گا وہ آپ کے ارشاد کے عین مطابق پرلے درجے کا کذاب اور دجال ہوگا۔ وارث مسند انبیاء، بہار چمنستان دین متین، علم و معرفت کا بحر بے کنار، نور بصیرت کا قطب مینار، فقاہت کا حدی خواں قرآن و سنت کا چشمہ رواں، ناموس رسالت کا پاسبان امام احمد رضا خاں محدث بریلی وہ عظیم عاشق رسول جس نے عقیدہ ختم نبوت پر پہرہ دیتے ہوئے پانچ علمی و تحقیقی کتابیں لکھ کر پہرہ داری کا حق ادا کیا فرماتے ہیں۔

انبیائے سابقین اے محتشم
شمعہا بودند در لیل و ظلم

درمیانِ ظلمت و ظلم و غلو

مستنیر از نورِ ہر یک قوم او

آفتاب خاتمیت شُد بلند

مہر آمد شمعہا خامشی شدند

(حدائق بخشش)

اے عزیز پہلے تمام انبیاء۔ان کی شمعیں رات اور اندھیروں میں جلتی رہیں۔ظلمت، اندھیروں اور پردوں کے درمیان ان کی نبوتوں کے نور سے ان کی قومیں چمکتی رہیں پھر حضور ﷺ کی ختم نبوت کا سورج بلند ہوا۔ایسا سورج آیا جس کے آگے تمام شمعیں بجھ کر رہ گئیں۔

پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین شبلی ''شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی'' میں لکھتے ہیں:

موسومات مزعومات نفسانیہ کے پیروکار ہیں اتنی بے حسی، بے دانشی اور بے قدری کا مظاہرہ ایسے ہی ہے جیسے صحت بخش ثمر اور گل کو ٹھکرا کر چھلکے اور پھوک سے بھری Wast Bin میں منہ ڈالا جائے۔مرزائی لوگوں کی طرف سے خیر الرسل اور سید الانبیاء ﷺ کی بجائے ظلی نبی "Shadow Prophet" کا انتخاب کرتا۔حقیقت پسندی اور روشن دماغی کا منہ چڑانا ہے۔

❁❁❁

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور ختم نبوت

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نور اللہ مرقدہ

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

عقیدہ خاتمیت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اہل علم ومعرفت نے ہزار ہا صفحات پر اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔ اور سب کا نقطہ ماسکہ یہی رہا کہ سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت چونکہ تا قیام قیامت ہے اور قرآن پاک کی اس مشہور آیت:

"تَبَارَكَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْراً

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر تا کہ وہ تمام جہانوں کے لیے تذبیر ہو۔

میں منصب نبوت (office of the Prophet)

۲۔ اختیارِ نبوت (Authority of the Prophet)

۳۔ سلطنت نبوت (Auriediction of the Prophet)

کو شامل کیا گیا ہے اور صحیح مسلم شریف میں خود ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اُرسِلتُ اِلَی الخَلقِ کافۃ" (میں اللہ کی تمام کائنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں)

میں وضاحت فرما کر تمام جہانوں اور تمام جہانوں کی مخلوقات کے لیے نبوت کے حیطہ

اختیار و اقتدار کی لامتناہی وسعتوں پر نیابت الٰہی کا علم لہرا دیا ہے۔ اس لیے کسی مخلوق کے لیے چاہے وہ جنات ہوں، ملائکہ ہوں، یا اور مخلوق گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ بجز حضورؐ کی اطاعت کے کوئی اور منصب اختیار کر سکے کیونکہ تمام کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہاں علم کے ممکنہ طُرّق و سبل کھول کر انہیں توحید کے دروازے سے گزرنے کا پابند بنایا، وہاں اس دروازے کی کلید اقرار رسالت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا۔

انسان ضعیف النبیان کو کائنات کے تمام اسرار و رموز سے دوچار ہونے کی اجازت بھی صرف اس شرط پر ملی کہ ظاہر پر غیب کے دریچے کھول دینے والے پیغمبر کی سنت کا دامن کسی حالت میں ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

جب امت اس سنت کا دامن تھام لیتی ہے تو پھر اس سنت کا اجماع سنت سلف صالحین کا منصب حاصل کر لیتا ہے۔ بہر حال امکانی لحاظ سے جناب خاتم النبین ﷺ کی امت پر تمام دروازے اس طرح کھلے ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل جن مسائل کو وحی سے حل کرنے کے محتاج تھے وہ آج امتِ محمدی کے علماء اتباع سنت محمدی کے ذریعے حل کر سکتے ہیں لیکن حصول کمالات و ترقی مقامات کے ان لامحدود امکانات میں اپنی ہستی گم نہ کر بیٹھے، اور ہدایت کے بجائے گمراہی سے بچنے کے لیے یہ لازمی ہے کہ حضور خاتم النبین والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر شعبے میں ہر پہلو سے تسلیم کر لیا جائے۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے اسی حقیقت بالغہ کو اپنے مشہور شعر ؎

بہ مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

میں بیان فرما کر نہ صرف روح خاتمیت کو اجاگر کیا ہے بلکہ ابہام خاتمیت پر بھی لعنت و پھٹکار کی قدغن لگا رکھی ہے۔ متکلم اسلام، حکیم شریعت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے اس جامعیت کو امتناع نظیر کی بحث میں واضح کیا تھا اور نباض فطرت، شاعر بے بدل اسد اللہ خاں غالب نے بھی ان سے ہی فیضیاب ہو کر ؎

مقصد ایجاد ہر عالم یکے است
گرچہ صد عالم بود خاتمہ یکے است

حضرت علامہ کے عقیدہ خاتمیت کو شرح صدر کے ساتھ تقریباً ایک صدی پہلے بیان کر دیا تھا، افسوس ہے کہ ایک ایسا عقیدہ جس کے دوسرے پہلو پر بحث و تمحیص کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کفر قرار دیا تھا۔ ہمارے برصغیر میں بحث و نظر کا موضوع بنا رہا۔ اور آج بھی دجل و تلبیس کے علمبردار خاتمیت کے عقیدے میں منافقانہ آمیزش کرتے ہوئے جسدِ ملت کو زار و زبوں کرنے کے لیے اپنی سازشوں میں مصروف ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کے متعلق وہ کچھ کہہ دیا ہے کہ توجیہات کے انبار لگا دینے کے باوجود بھی کوئی سلیم الطبع انسان گمراہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو صرف فقہی مسئلہ نہیں قرار دیا بلکہ اس کے دائرہ گیرائی کو ساری ملی زندگی پر حاوی کر دیا۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ یہ پوری ملت کے استحکام و بقا کا مسئلہ ہے اور ہم ان کے ارشادات کی روشنی میں ثابت کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت بھی عقیدہ ختم نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

دین کے عام فہم معانی بھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر مسئلے میں آخری حجت تسلیم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ملت کے اجماعی مطالبے کی بنا پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر آئین میں قرآن و سنت کو قانون سازی کا سرچشمہ قرار دیا جاتا رہا۔

ان حالات میں پاکستان کی سالمیت برقرار رکھنے کی خاطر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نبی پر نازل ہونے والی کتاب اور کس نبی کی سنت آئین و قانون کا سرچشمہ ہے؟

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک وگر پیوستہ ایم

کی رو سے ختم نبوت کا مسئلہ صرف عقائد کا مسئلہ نہیں ہے پاکستان کے آئین و قانون کا مسئلہ ہے۔ یہ پاکستان کے مختلف صوبہ جات کو ایک دوسرے سے پیوست کرنے یا ایک دوسرے سے اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کا مسئلہ ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان کو بھارت سے جدا رکھنے یا خدانخواستہ بھارت کے ساتھ واپس ملحق کر دینے کا مسئلہ ہے۔ صرف یہی نہیں یہ ہر پاکستانی خاندان کے اندر نسب اور صلہ رحمی کے رشتے قائم رکھنے یا منقطع کر دینے کا مسئلہ ہے بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے اس کی شخصیت کو قائم رکھنے یا دیوانے کے خواب کی طرح اس کی شخصیت کے

مختلف اجزا کو ایک دوسرے سے برسرپیکار کر کے اس کی اخلاقی اور ذہنی موت وارد کر دینے یا توحید و خاتمیت سے اس کو بامعنی بنا دینے کا مسئلہ ہے۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ کسی شاعر کی مبالغہ آرائی یا کسی واعظ کی محفل آرائی نہیں، تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ جس دن سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے حکومت وقت نے مجرمانہ غفلت برتی ہے، اس دن سے مشرقی پاکستان گھناؤنی سازشوں سے ہمارے جسد ملت سے کاٹ کر اندرا گاندھی کی جیب میں ڈال دیا گیا ہے جس پشتونستان کو ہم جاہلانہ عصبیت کا نام دیتے تھے وہ گمراہ نسل کا مرعوب نعرہ بنتا جا رہا ہے اور لسانی فسادات نے وحدت ملی کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ اس لیے ہم حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے اس احسان عظیم کو کہ انہوں نے عقیدہ خاتمیت کی وکالت میں وہ مواد فراہم کر دیا ہے جو اس صدی میں کسی عالم یا فلسفی سے نہ ہو سکا تھا۔ فراموش نہیں کر سکتے۔

آج تک جدید تعلیم یافتہ گروہ جس سے حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بجا شکوہ ہے اس نے ختم نبوت کے تمدّنی پہلو پر ابھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان غیرت ملی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ہمیں رواداری کا مشورہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم (ہربرٹ ایمرسن (وغیرہ) رواداری کا مشورہ دے تو وہ معذور ہے کیونکہ اس نے ایک مختلف تمدن میں نشو و نما پائی ہے۔ اس کے لیے اتنی صَرف نگاہی دشوار ہے کہ وہ اسلامی تمدّن کی اہمیت کو سمجھ سکے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے چالیس سال قبل جس خطرے کی نشاندہی کی تھی وہ آج فتنہ بن چکا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حکومت وقت نے نہ صرف اس خوفناک فتنے کی جارحیت کے سامنے مسلمانوں کو بے دست و پا بنا دیا ہے بلکہ پر اسرار طریقے سے اس کی پرورش کی جا رہی ہے۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت حکومت انگلشیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمانوں سے باغیانِ ختم نبوت کو علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

> ''میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کے عقائد کے عین مطابق ہوگا اور اسطرح ان کے علیحدہ ہو جانے کے

بعد مسلمان ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔''

(حرفِ اقبال، صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

''میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے، اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت دانستہ ان کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے''

ایڈیٹر روزنامہ سٹیٹس مین کو ایک خط مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء

انہوں نے اس خطرے کی بھی نشاندہی کی تھی کہ اگر مسلمانوں نے اپنے داخلی استحکام کے لیے کوئی آئینی انتظام نہ کیا اور انتشار انگیز قوتوں سے احتراز کے لیے موثر اقدامات نہ کیے تو ان کا ملی وجود منتشر ہو کر رہ جائے گا۔

ان خیالات کو پیش کیے چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ آج حکومت اپنی ہے اور سوادِ اعظم کے نام پر اختیاراتِ حکومت بطور امانت موجودہ حکمران پارٹی کو حاصل ہیں مگر بڑے ہی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی حکومت بھی ملی وحدت و استحکام کی ذمہ داریوں سے غفلت برت رہی ہے اور تلخ تجربات کے باوجود انتشار انگیز نعروں کے لیے میدان ہموار کر رہی ہے۔ جب مروجہ آئین میں واضح طور پر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر شریعت کا پابند بنایا جائے گا۔ (دیباچہ پیرا ۱۔۴) ریاست کا مذہب اسلام ہوگا۔ (آرٹیکل نمبر ۲) تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ (آرٹیکل ۲۲۷) پارلیمنٹ سینٹ اور صوبائی و مرکزی وزارتوں پر احتساب شرعی کے لیے ایک اسلامک کونسل قائم کی جائے گی اور وزیراعظم صدر مملکت نے ایمان باللہ، ایمان بالکتب، ایمان بالرسالت (ختم نبوت) ایمان بالآخرت اور تعلیمات کتاب و سنت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کا حلف اٹھایا (تھرڈ شیڈول آئین پاکستان) آرٹیکل ۴۲، ۹۱، تو کوئی وجہ جواز نہیں کہ اس کے اندر خاتمیت کے منکروں اور باغیوں کو

من مانی کرنے کا موقع دیا جائے اور حکومت کی کلیدی اسامیوں پر متمکن رہنے دیا جائے۔
اگر حکومت سمجھتی ہے کہ یہ محض فقہی بحث ہے اور سیاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو زبردست سوفسطائیت کا شکار ہے۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ اس عقیدے کے بغیر نہ دوقوموں کا نظریہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ پاکستان بلکہ بقول حضرت علامہ ہماری قومیت کی بنیاد ہی عشق ناموس رسول ہے اگر نبی کا نام بیچ سے اٹھ جائے تو وہ کیا حد ہوگی اور وہ کونسی دیوار ہوگی جو تمہیں سورن سنگھ یا اندرا گاندھی سے جدا رکھ سکے گی اور اگر ''تم'' ہی نہ ہوگے تو پاکستان کہاں ہوا! اور اگر پاکستان نہ ہوگا تو یہ حکومت کہاں ہوگی؟ اور قومی غیرت کس شے کا نام ہوگا!
ان تمام رشتوں اور تمام وابستگیوں کی جڑ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو جو طاقت تمہیں اس نبی سے جدا کرتی ہے وہ کیا تمہارے ماں باپ' بہن بھائی' تمہاری جائیداد اور تمہاری زندگی کی ہر اس خوشی سے تمہیں محروم کرنا نہیں چاہتی جس سے تمہاری دنیاوی زندگی کے یہ سہارے بھی قائم ہیں؟

تم نے جو یہاں اسلامک سربراہی کانفرنس منعقد کی ہے اس کے اثرات بھی صرف اسی شکل میں حاصل ہوسکتے ہیں جب کہ ہم اتحاد عالم اسلام کے بنیادی رابطے عشق رسالت مآب کو اپنی زندگی کے لیے قوت محرکہ قرار دیں۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں خاتمیت کو ہماری ملی زندگی اور آئندہ وحدت حق کے لیے بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما نہاد
داد ما را آخریں جامے کہ داشت
''لانبی بعدی'' زاحسانِ خداست
پردہ ناموس دین مصطفیٰؐ ست

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس درد و کرب کے ساتھ بلا خوف لومتہ لائم برٹش گورنمنٹ'

اسٹیٹمین کے ایڈیٹر اور پنڈت نہرو کو اس مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کیا تھا۔ وہ ملت کے ہر فرد کے لیے نشان راہ کا درجہ رکھتا ہے، حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک کہتے ہیں ۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست
رحمتہ للعالمینی انتہا است

بنا بریں اس عقیدے کی عالمگیر آفاقیت کا علمی و تحقیقی انداز میں جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس سے انکار وانحراف نہ صرف کفر کو مستلزم ہے بلکہ امت محمدیہ کے خلاف کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے خلاف اقدام کرتا ہے تو سوادِ اعظم امت محمدیہ سے جنگ آزما ہو کر وحدت ملی کو پارہ پارہ اور دارالاسلام پاکستان کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتا ہے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ امت کے سنگین حصار کا تحفظ ختم نبوت کے تحفظ سے کیا جائے!

اس عقیدے کی اہمیت کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ آرا کتاب ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' میں بدیں الفاظ بیان کیا ہے:

> ''اس نقطہ خیال سے دیکھا جائے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ''دنیائے قدیم'' اور ''دنیائے جدید'' کے درمیان بطور حد فاصل کھڑے دکھائی دیں گے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپ دنیائے قدیم سے متعلق نظر آئیں گے لیکن اگر اس حقیقت پر نظر کی جائے کہ آپ کی وحی کی روح کیا ہے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی دنیائے جدید سے متعلق نظر آئے گی۔ آپ کی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پالیا جن کی اسے اپنی شاہراہوں کے لیے ضرورت تھی۔ اسلام کا ظہور استقرائی علم (Inductive Knowledge) کا ظہور ہے، اسلام میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا۔ اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جاسکتا۔ اسلام نے دینی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت

(Priest Hood & Hereditary kingship) کا خاتمہ کر دیا۔
قرآن حکیم غور وفکر اور تجارب ومشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ و فطرت دونوں کو علم انسانیت کے ذرائع ٹھہراتا ہے۔ یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اس سے لوگوں کے باطنی واردات (Mystic Experiences) کے متعلق ایک آزادانہ اور ناقدانہ طرز عمل قائم ہوتا ہے۔ اس لیے ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ اب نوعِ انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Superatural authority) کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے۔ (یعنی مسیح موعود یا امور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔
ختم نبوت کا یہی عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعوے اقتدار کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اب کسی کے باطنی مشاہدات کیسے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں ان پر اس طرح تنقیدی نگاہ ڈالی جاسکتی ہے جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر"

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص ۱۲۶)

جہاں تک میں نے حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے' میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عہدِ حاضر میں عقیدہ خاتمیت کی تبلیغ وتحفظ کے لیے ان سے بڑھ کر کسی شخص نے کام نہیں کیا۔ آج چودھویں صدی میں تمام عالم اسلام کے اندر ہر محبّ اسلام کا یہ فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلے کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔ اگر ہم ناموس ختم نبوت کے تحفظ سے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید' نماز' روزہ' حج' زکوۃ' قرآن' شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا لیکن خدانخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے ہماری لوح قلم سے ذرا بھی اوجھل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر نہ ہمیں ناموس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارا ایمان

برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، نہ وِلائے اہلبیت ہماری نجات کے لیے کافی ہوسکتی ہے، نہ قرآن کے اوراق ہی میں ہمارے لیے ہدایت باقی رہ جاتی ہے، نہ مساجد کے منبر و محراب ہی میں کوئی تقدیس باقی رہ جاتی ہے نہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہی کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں۔ نہ علمائے کرام کی تدریس و واعظ ہی میں اثر باقی رہ جاتا ہے، نہیں، نہیں، صرف یہی نہیں خاکم بدہن امت محمدیہؐ کے تسمیہ اور وجود دونوں پر زد پڑتی ہے۔

امت محمدیہؐ ملل میں تقسیم ہوجاتی ہے مِلتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہوجاتی ہیں۔ فقط اتنا ہی نہیں خاندان ملت سے خارج ہوجاتے ہیں۔ خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی سے مبدل ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں۔ جب شریعت ایک نہیں تو حرام و حلال بھی ایک نہیں، جب حرام و حلال میں کوئی حد نہیں تو باپ بیٹے، ماں بہن، خاوند اور بیوی، غرض دنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ختم نبوت کا انکار آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے، زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے۔ سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔ غرض ختم نبوت سے انکار خود مسلمانوں کے مسلمان ہونے سے انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہوجاتی ہے، قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہوجاتا ہے۔

(بشکریہ: ماہنامہ ضیائے حرم اپریل ۱۹۷۴ء، کتب خانہ شرفیہ، جامع مسجد جالندھریاں، مائی دی جُھگی، فیصل آباد)

محفل میلاد اور سلام و قیام

مسعود ملّت پروفیسر محمد مسعود احمد

وہ کیسی مبارک ساعت ہوگی جب اللہ نے اپنے نور سے نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔ (۱) آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔ (۲) پھر یہ خوشخبری سنائی، ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔'' (۳) کائنات میں کوئی جگہ نہیں جہاں اللہ نہ ہو، (۴) وہ تو لامکان و لازماں ہے، کوئی جگہ نہیں جو درود سے نہ گونج رہی ہو، لامکان و لازماں میں بہار آ رہی ہے۔ ہمارے کان نہیں سن سکتے، ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتی۔ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا؟ رفع ذکر مطلوب رب کائنات ہے، جس عمل سے رفع ذکر ہو بلاشبہ وہ بھی مطلوب ربّ جلیل ہے۔ جب نور محمدی ﷺ کے سوا کوئی مخلوق نہ تھی تو درود بھیجنے والا اللہ ہی اللہ تھا، پھر جب فرشتے پیدا کیے گئے تو وہ بھی درود بھیجنے لگے۔ ساری مخلوق کو اگر دس حصوں پر تقسیم کیا جائے تو ۹ حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق۔ (۵) پھر اس مخلوق میں انسان کتنے ہیں؟ ان انسانوں میں مسلمان کتنے ہیں؟ ان مسلمانوں میں درود پڑھنے والے کتنے ہیں؟ ہم گنتیاں گنتے رہیں، حساب کتاب لگاتے رہیں مگر اللہ کے فرشتے تو اَن گنت ہیں، ہر لمحہ و ہر آن درود بھیج رہے ہیں، سبحان اللہ!

جب یہ نوید سنائی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (۶) تو محبوب رب کریم ﷺ کا مبارک چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، صحابہ سے فرمایا، مجھے مبارک باد دو، آج مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے مبارک باد پیش کیں۔ (۷) آیتیں تو سب ہی قرآن کی ہیں مگر یہ آیت محبوب کی محبوب ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے اس آیت شریفہ کو اپنی پہچان بنالیا۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر پاک بلند کرنا اللہ تعالیٰ کا مطلوب و مقصود ہے (۸) اسی لیے ولادت و بعثت سے لاکھوں سال پہلے اللہ نے ذکر پاک کی پہلی محفل سجائی جس میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام شریک تھے۔ (۹) پھر ہر نبی نے اپنی اپنی امتوں میں محفلیں سجائیں اور آپ کی آمد کی خوشخبریاں سنائیں یہاں تک کہ آپ کا نام نامی سارے عالم میں جانا پہچانا ہو

گیا۔ (۱۰) پھر آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر پاک کی محفل سجائی جس میں ہزاروں اُمتی شریک ہوئے، اس محفل میں آپ نے اعلان فرمایا۔''میں ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام ''احمد'' ہوگا۔ (۱۱) ان تمام محافل کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، قرآن حکیم ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سنت الٰہی بھی ہے، سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت انبیاء بھی ہے۔ کوئی نبی نہیں جس نے آپ کا ذکر نہ کیا ہو اور کوئی اُمت نہیں جس نے ذکر کی محفل نہ سجائی ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ (۱۲) جب آدم علیہ السلام کی زبان پر نام نامی آیا تو اولادِ آدم اس ذکرِ پاک سے کیسے محروم رہ سکتی تھی؟ اسی لیے فرمایا اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (۱۳)

اللہ اپنے محبوب کریم ﷺ پر درود بھیج رہا ہے۔ (۱۴) کس حالت میں بھیج رہا ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیا کھڑے ہو کر؟ نہیں نہیں، کھڑا ہونا تو بندوں کی صفت ہے، رب ذوالجلال کو اس سے کیا علاقہ؟ ہاں وہ اس حالت میں درود بھیج رہا ہے کہ نہ دماغ سوچ سکتا ہے، نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم لکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ پر درود بھیجنا ہی کمال عظمت کی دلیل ہے، اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کی اور کیا نشانی ہوگی؟...... ہاں ربِّ جلیل اپنے محبوب کریم ﷺ پر درود بھیج رہا ہے اور اس کے فرشتے۔ (۱۵) اَن گنت فرشتے، پَر باندھے، صف بہ صف کھڑے درود بھیج رہے ہیں۔ (۱۶) سبحان اللہ، سبحان اللہ! صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑا ہونا تو ان فرشتوں کی سنت ہے۔ آیت کریمہ میں پہلے ہی اشارہ فرما دیا ورنہ فرشتوں کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ اللہ، فرشتے ہمارے دائیں بائیں۔ (۱۷) فرشتے ہمارے آگے پیچھے کھڑے درود بھیج رہے ہیں۔ (۱۸) ہم بھیجیں نہ بھیجیں، ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں، وہ تو کھڑے ہوئے درود بھیج رہے ہیں۔ ہم کو خبر تک نہیں، قرآن حکیم ہم کو بتا رہا ہے، ہاں قسم ہے ان پر باندھے صف بہ صف کھڑے فرشتوں کی۔''

(۱۹) محبوب دو عالم ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جنازہ میں کھڑے ہو کر درود پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد جب جسدِ اطہر تخت پر کفنا کر لٹا دیا گیا تو حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت سرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام نے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ فوج در فوج صلوٰۃ سلام پیش کیا۔ (۲۰) پھر حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق پہلے مدینہ منورہ کے مردوں نے، پھر عورتوں نے، اس کے بعد بچوں نے باری باری، فوج در فوج آپ

کے جسدِ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ (۲۱) یہ سلسلہ بارہ گھنٹے سے زیادہ عرصے تک جاری رہا۔ تو کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا سنتِ صحابہ بھی ہے۔ آج روضہ انور کے سامنے سب کھڑے ہو کر ہی درود وسلام پیش کرتے ہیں۔

قیام کا حکم تو قرآن کریم میں بھی ہے اور قرینہ بتاتا ہے کہ یہ حکم سلام وقیام کو بھی شامل ہے۔ سلام وقیام، علم الٰہی میں تھا۔ مستقبل میں ہونے والے کاموں کے اشارے قرآن حکیم میں کر دیئے گئے مثلاً سواری کے جانوروں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ''ہم وہ سواریاں پیدا کریں گے جس کی تمہیں خبر نہیں۔'' (۲۲) آج وہ سواریاں ہم نے دیکھ لیں اور دیکھ لیں گے ایک جبکہ فرمایا، ''ہم انہیں دنیا بھر میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ اور خود ان کے وجود کے اندر۔'' (۲۳) آج ہزاروں نشانیاں ہم نے دیکھ لیں اور وجود کے اندر کا یہ راز معلوم ہو گیا کہ سانس کی نالی میں کلمہ ''لا الٰہ اِلا اللہ'' اور داہنے پھیپھڑے پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ (۲۴) تو عرض یہ کرنا ہے کہ علم الٰہی میں تھا کہ محبانِ رسول ﷺ صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوا کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا: ''اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو، اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (۲۵) یعنی میر مجلس یا بانی محفل کھڑے ہونے کے لیے کہے تو حاضرین محفل بلا حیل وحجت کھڑے ہو جایا کریں، اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں اور علماء کے درجے بلند فرمائے گا۔ بے شک اللہ ہمارے کھڑے ہونے کو دیکھ رہا ہے۔ (۲۶) اور حضور انور ﷺ بھی ہمارے سلام وقیام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (۲۷) جب اللہ اور رسول ﷺ ہم کو دیکھ رہے ہیں تو کون ہے جو صلوٰۃ وسلام کے وقت کھڑا ہونا نہ چاہے گا؟ مگر پھر بھی بعض حضرات سلام وقیام کے وقت نفرت وحقارت سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ کل قیامت کے دن جب منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ہمارے پاؤں ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ (۲۸) اور یہ کہیں گے ''خدایا! جب حاضرین محفل تیرے حبیب کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھ رہے تھے تو یہ نفرت وحقارت سے اٹھ کر اُلٹے پاؤں واپس جا رہا تھا۔'' کیا رب جلیل کے سامنے اس بیان سے ہمارا سر اونچا ہو گا یا نیچا؟ یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں۔ ہم فائیو اسٹار ہوٹلوں میں بھی ٹھہرتے ہیں اور وہاں دینی محفلوں میں شریک بھی ہوتے ہیں جب کہ سب کو معلوم ہے کہ فائیو اسٹار ہوٹل منکرات اور محرمات کے مراکز ہیں اور ایسے مراکز سے حضور انور ﷺ نے دامن بچانے کی ہدایت

فرمائی ہے۔ کوئی دامن نہیں بچاتا، سب جوق در جوق جاتے ہیں۔

بے شک اجتماعی طور پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت صحابہ بھی ہے اور سنت علماء و صلحاء بھی۔ آج سے کچھ کم سات سو برس پہلے جلیل القدر عالم و عارف امام تقی الدین سبکی۔ (۲۹) (م ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) کی محفل میں علماء کرام کا عظیم اجتماع تھا، اس محفل میں ایک عاشق رسول نے امام صرصری (۳۰) کا ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ "عزت اور شرف والے حضور انور ﷺ کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (۳۱) یہ شعر سننا تھا کہ میر مجلس امام تقی الدین سبکی کھڑے ہو گئے، وہ کیا کھڑے ہو گئے تمام علماء کھڑے ہو گئے۔ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ فرشتے بھی تو کھڑے ہیں!۔ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ صحابہ بھی تو کھڑے ہوئے تھے! کھڑے ہونے کا یہ سلسلہ چل نکلا۔ (۳۲) کچھ کم چار سو برس پہلے محدث وقت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) بھی صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس کو عظیم سعادت سمجھتے ہوئے وسیلۂ نجات اُخروی تصور فرماتے تھے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرشد کریم حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) کوئی سو برس پہلے صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس میں بے حد سرور و کیف پاتے۔ (۳۳) یہ محدثین و علماء ملتِ اسلامیہ کے پاسبان تھے۔ افسوس ایسے عرفا و علماء پر تنقید ہماری عادت بن گئی۔ قرآن کریم میں تو لکھا ہے کہ جب سرکشوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی (ناقۃ اللہ) (۳۴) کی شان میں دست درازیاں کیں تو آن کی آن میں وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ہم اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہ) (۳۵) کی شان میں مسلسل زبان درازیاں کر رہے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیک اعمال کو کفر و شرک سے تعبیر کر رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم خود عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ دین کے لیے ہزاروں کاوشوں کے باوجود عالم اسلام پر ظلمت کے بادل چھا رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اندھیرا بڑھ رہا ہے، ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا۔ اپنے دل سے پوچھیں، وہی ٹھیک بات بتاتا ہے، حضور انور ﷺ نے فرمایا اپنے دِل سے پوچھو، اپنے دل سے فیصلہ طلب کرو۔

الحمدللہ صلوٰۃ و سلام کے لیے ہمارے وہ تمام اسلاف کھڑے ہوتے تھے جن کی تقویٰ و پرہیز گاری، طہارت و صداقت، پاکیزگی و پارسائی کی ہم قسم کھا سکتے ہیں۔ (۳۶) عالمی سطح پر ہر بر اعظم

میں ذکر پاک کی محفلیں ہوتی ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے۔(۳۷) حتیٰ کہ سعودی عرب میں جہاں مواجہہ شریف کے علاوہ کسی محفل پاک میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا ممنوع ہے (مگر جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم ہے) وہاں پر پابندی کے باوجود دیہاتی لوگ ۱۲ ربیع الاوّل کو مذہبی عیدوں میں ایک عید تصور کرتے ہیں، ولادت کی رات ذکر ولادت کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔(۳۸) یہ دیہاتی مسلمان عربوں کا معمول ہے۔ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے پیاروں کے راستے پر چلتے رہو، دانائی یہی ہے کہ ہم عشق کو عقلِ نارسا کے بھینٹ نہ چڑھائیں اور اپنی محبت کو رسوا نہ کریں۔

حواشی

۱۔ مصنف ابن عبدالرزاق وفتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹

۲۔ سورۃ الانشراح:۴

۳۔ سورۃ الاحزاب:۵۶

۴۔ سورۃ البقرہ:۱۱۵

۵۔ الکلام الاوضح، کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۲۱، بحوالہ مستدرک وطبری

۶۔ سورۃ الاحزاب:۵۶

۷۔ معارج النبوۃ، ج۱، ص ۳۱۲

۸۔ سورۃ الانشراح:۴

۹۔ سورۃ آل عمران:۸۱

۱۰۔ سورۃ البقرہ:۱۳۶

۱۱۔ سورۃ الصف:۶

۱۲۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج۲، ص ۱۵۰

۱۳۔ سورۃ الاحزاب:۵۶

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ سورۃ الصافات:۱

۱۷۔ سورۃ قٓ:۱۸

۱۸۔ سورۃ رعد:۱۱

۱۹۔ سورۃ الصافات:۱

۲۰۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۴ بحوالہ بیہقی وحاکم وطبرانی

۲۱۔ مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۴۰

۲۲۔ سورہ النحل:۱۸

۲۳۔ سورۃ الفصلت:۵۳

۲۴۔ روزنامہ ''البلاد'' (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان العظم ۱۴۱۲ھ

۲۵۔ سورۃ مجادلہ:۱۱

۲۶۔ سورۃ شعراء:۲۱۸

۲۷: سورۃ البقرہ:۱۰۴

۲۸۔ سورہ النور:۲۴

۲۹۔ اہل حدیث عالم مولوی نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) نے امام تقی الدین سبکی کی جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو ''امام جلیل مجتہد کبیر'' تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے۔ (قلمی دستخطی فتویٰ بحوالہ اقامۃ القیامہ، لاہور، ص ۱۳ تا ۳۳)

۳۰۔ یحییٰ بن یوسف صرصری (۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہہ اور ادیب وشاعر تھے۔ (عمر رضا کجالہ: معجم الموفلین، بیروت، ج ۱۳، ص ۳۳۶۔۳۳۷)

۳۱۔ طبقات الکبری، ج ۱، ص ۲۰۸، مصر

۳۲۔ اخبار الاخیار، ص ۶۲۴، کراچی

۳۳۔ فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات)، لاہور، ص ۱۱۱

۳۴۔ سورہ الاعراف:۷۳

۳۵۔ سورۃ یونس:۶۲

۳۶۔ سید محمد جعفر برزنجی نے عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر میں قیام کو مستحب فرمایا۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۲۴۹ھ/۱۸۳۷ء) نے تاریخ الحرمین میں علامہ برزنجی کی خوب تعریف کی ہے۔ (اقامۃ القیامہ)

۳۷۔ نقشبندی فائنڈیشن برائے تعلیمات اسلامی (امریکہ) کی طرف سے شکاگو میں ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۹۵ء کو انٹرنیشنل میلاد النبی ﷺ کانفرنس منعقد کی گئی جس میں فضلا اور محققین نے شرکت کی اور کھڑے ہو کر سلام پیش کیا گیا (پاکستان لنک (امریکہ) شمارہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰) اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

۳۸۔ عاتق بن غیث البلادی: الادب الشعبی فی الحجاز، مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء

(بشکریہ، ماہنامہ نور الحبیب)

❁❁❁

فتنہ قادیانیت کی سنگینی

از قلم: عظیم مجاہد ختم نبوت، مذہبی سکالر
پروفیسر عرفان محمود برق (مصنف وصحافی، سابق قادیانی)

قادیانیت کذب وافترا کا پلندہ اور دجل وفریب کا مرقع ہے۔ اس فتنے کی بنیاد برطانوی سامراج نے لوگوں کے قلوب واذہان سے عشق رسول کی چنگاری نکالنے کے لیے اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے رکھی۔ ظلم اور دھوکے کی انتہا دیکھیے کہ اس بدترین فتنے کا اسلامی میک اَپ کیا گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں احادیث تھما دی گئیں۔ اس کے ناپاک لبوں پر آیات قرآنی سجائی گئیں۔ اس کے غلیظ چہرے پر داڑھی اور سر پر ٹوپی رکھی گئی۔ پھر اسلام کے نام سے اہل اسلام کا ایمان برباد کرنے کے لیے اسے مسلمانوں کی صفوں میں داخل کر دیا گیا۔ غرض کہ دیسی بکرے کے گوشت کے نام پر سؤر اور کتے کا گوشت فروخت ہونے لگا۔ شراب کی بوتل پر آبِ زم زم کا لیبل لگا کر آنکھوں میں دھول جھونکی جانے لگی۔ اس فتنے کے بانی مرزا قادیانی جہنم مکانی نے اپنی بناسپتی نبوت کو اللہ پاک کی طرف منسوب کیا کہ نعوذ باللہ اس نے مجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔

(بحوالہ روحانی خزائن، از مرزا قادیانی، ج ۱۸، ص ۲۳۱)

اپنے ماننے والوں کو حقیقی مسلمان اور اپنا انکار کرنے والوں کو کافر اور جہنمی لکھا۔ (نعوذ باللہ) (از مرزا قادیانی، بحوالہ تذکرہ، ج ۴، ص ۵۱۹)

اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی شان اقدس میں ہذیان بکے۔ (از مرزا قادیانی، بحوالہ روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۳۹۶)، (از مرزا قادیانی، بحوالہ روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۵) اہلبیت اطہار اور اصحاب رسول کی ناموس پر رکیک حملے کیے۔ (از مرزا قادیانی، بحوالہ روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۴) آخر یہی شیطانی ورد کرتا کرتا ہاویہ جا

پہنچا، مرتے ٹائم اس کذاب کے منہ اور نیچے دونوں راستوں سے غلاظت جاری تھی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود تو جہنم واصل ہو گیا مگر اپنے پیچھے اپنے چیلوں، چانٹوں اور شیطانوں کی پوری ٹیم چھوڑ گیا۔ جو اس وقت سے لے کر اب تک سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں پر حملے کر رہے ہیں۔ ہمارے علماء کرام اور مشائخ عظام نے ہر دور میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کیا اور ختم نبوت کے جھنڈے کو بلند کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کیا جائے اور قادیانیت کی حقیقت سے لوگوں کو باخبر کیا جائے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ شفاعت محمدی ﷺ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ عظیم کام حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی توجہات کو اپنی جانب مبذول کروانے کا باعث ہے۔ یہ کام جنت میں جانے کا مختصر ترین راستہ ہے۔ یہ کام کرنے والوں پر رحمت خداوندی خصوصی طور پر سایہ فگن رہتی ہے۔

یہ کام حضور نبی پاک ﷺ کی ذاتی خدمت ہے۔ محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ اس کام کو زندگی کا مشن بنا لیا جائے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے
محمد ﷺ کی محبت آن ملت، شان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت روحِ ملت، جان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت خون سے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال و جان، اولاد سے پیارا

قرآنی مادۂ تاریخ (سال وصال)

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ" "اَتْقٰکُمْ"

۵۶۲ھ ۵۶۱ھ

(آیت کریمہ کے دونوں حصوں میں سال وصال موجود ہے)

گل ہائے منقبت

مقام و مرتبہ اعلیٰ، نرالا غوثِ اعظم کا
شکوہ و طنطنہ بالا دوبالا غوث اعظم کا

نگہبان و محافظ حق تعالیٰ غوثِ اعظم کا
حمایت کرنے والا کملی والا غوث اعظم کا

تصوف کے دبستان، فقر و عرفاں کے شبستاں میں
بہ ہر سو طور ساماں ہے اجالا غوث اعظم کا

سلوک و معرفت، شرع و طریقت کے جہانوں میں
سند ہے جو بھی ہے ارشادِ والا غوث اعظم کا

شرابِ ذوقِ حق جس بزم میں بھی جس نے بھی بانٹی
تو پہلے رنگ پیمانے میں ڈالا غوث اعظم کا

نہیں اس شاہبازِ قدس سے مخفی کوئی گوشہ!
جہانِ معرفت ہے دیکھا بھالا غوث اعظم کا

خمیدہ ہے سرافرازوں کی گردن سامنے ان کے
تہِ پا ہے ہر اونچی شان والا غوث اعظم کا

شکوہِ فقر کا پرچم جھکا سکتا نہیں کوئی
قیامت تک رہے گا بول بالا غوثِ اعظم کا

نہیں تابِ نظر ہر دیدہ ور کو حسنِ جاناں کی
کوئی دیکھے گا جلوہ بخت والا غوثِ اعظم کا

نہیں درکار لذت بخش نانِ اغنیاء طارق
مجھے ملتا رہے سوکھا نوالا غوثِ اعظم کا

نتیجۂ فکر: ''ذرّۂ راہِ رسولِ پاک'' (۱۴۳۰ھ)

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

ارباب علم جانتے ہیں کہ غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی حیات طیبہ کا آخری دور خصوصی طور پر خلق خدا کی رشد و ہدایت کے لیے وقف رہا، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے غلغلہ سے چالیس برس تک بغداد کی فضائیں گونجتی رہیں اور مخلوقِ خدا نے آپ کے مواعظ حسنہ اور ارشادات و اقوال کے بیش بہا موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں۔ اگر ان سب کو یکجا کیا جائے تو یہ ایک الگ کتاب بن سکتی ہے۔ لہٰذا یہاں تبرکاً صرف چند اقوال مبارکہ ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ رب العزت بارگاہِ غوثیت کے وابستگان کو ان پر عمل پیرا ہو کر مرید صادق کہلانے کی توفیق اور سعادت ارزانی فرمائے۔

آپ فرماتے ہیں:

۱۔ عِظْ نَفْسِكَ اَوَّلًا ثُمَّ عِظْ نَفْسَ غَيْرِكَ

پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرو، پھر دوسروں کو۔

۲۔ اَنْتَ اَعْمٰى كَيْفَ تَقُوْدُ غَيْرَكَ اِنَّمَا يَقُوْدُ النَّاسَ الْبَصِيْرُ

تم اندھے ہو کر دوسروں کی رہنمائی کس طرح کر سکتے ہو، کیونکہ لوگوں کی رہنمائی تو صاحب بصیرت ہی کر سکتا ہے۔

۳۔ ذُهَابُ دِيْنِكُمْ بِاَرْبَعَةِ اَشْيَاء

اَلْاَوَّلُ۔ اِنَّكُمْ لَا تَعْمَلُوْنَ بِمَا تَعْلَمُوْنَ۔

الثّانی: اِنَّكُمْ تَعْمَلُوْنَ بِمَا لَاتَعْلَمُوْنَ۔

الثّالث: اِنَّكُمْ لَا تَتَعَلَّمُوْنَ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

الرّابع: اِنَّکُم تمنعُونَ النَّاسَ مِن تعلُّمِ مَالَاتعلَمُونَ۔

ترجمہ: چار باتیں تمہارے دین کو برباد کردیں گی۔

پہلی: یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم، اس پر عمل نہیں کرتے۔

دوسری: یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں، اُس پر عمل کرتے ہو۔

تیسری: یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں، اُس کا علم حاصل نہیں کرتے۔

چوتھی: یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں، دوسروں کو اُس کا علم حاصل کرنے سے روکتے ہو۔

٤۔ نَم تَحتَ مِیزَابِ القَدرِ مَتَوَسِّدًا بِالصَّبرِ مُتقلِّدًا بِالمَوافقَةِ عَابدًا بانتظارِا الفرَجِ فَاِذَا کُنتَ ھکذا صُبَّ عَلَیكَ المقدَّرُمِن فضلہٖ و مِنَنِہٖ مَالا تُحسِنُ تَطلُبُہٗ و تتَمَنَّاہُ

ترجمہ: صبر کا تکیہ لگا کر، تقدیر کی موافقت کا ہار گلے میں ڈال کر کشادگی کے انتظار میں عبادت کرتے ہوئے میزابِ تقدیر کے نیچے آرام سے سوجا، جب تُو اِس طرح ہو گیا تو اُس کے فضل واحسان سے مقدر تم پر اِس طرح پلٹ دیا جائے گا، جس کی تُو طلب اور تمنا بھی نہ کرسکتا ہوگا۔

٥۔ مِن کُنُوزِ البِرّ کتمانُ السِّرِو المصائبِ والامراضِ والصّدقةِ

ترجمہ: اسرار و رموز، مصائب و امراض اور صدقے کو چھپانا، بھلائی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

٦۔ تَصدَّقْ بِیمِینِكَ وَاجتَھِدُ اَن لَّا تُعلَمَ شِمَالُكَ۔

ترجمہ: اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے وقت کوشش یہ کرو کہ تمہارے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

٧۔ خَالِطُوا العُلَمَاءَ بِحُسنِ الادبِ وَ تَرِكِ الاعتراضِ

عَلیهم وَطَلَبِ الفائدةِ مِنهُم لِینَا لَکُمْ مِنْ عُلُومِهِم وَ تَعُودَ عَلَیْکُمْ بَرَکَاتُهُم۔

ترجمہ: علماء کی خدمت میں حسن ادب، ترکِ اعتراض اور حصولِ فائدہ کے لیے حاضری دو تا کہ اُن کے عُلوم و برکات سے تمہیں فائدہ پہنچے۔

۸۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَابَتِ الدُّنیا وَالْآخِرَةُ وَ مَاسِوَی الحَقِّ عَزُّوَجَلَّ عَنْ قَلْبِهٖ

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ اُس کے دل سے غائب ہو گئے۔

۹۔ فَرِّغْ قَلْبَكَ هُوَ بَیْتُ الْحَقِّ لَا تَدَعْ فِیهِ غَیْرَهٗ۔

ترجمہ: تیرا دل جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، غیر کو اِس سے نکال دے۔

۱۰۔ اِذَا اَرَدْتَّ الفلاحَ فَخَالِفْ نَفْسَكَ فِیْ مُوَافقةِ رَبِّكَ

ترجمہ: اگر تو حقیقی کامیابی چاہتا ہے تو اپنے رب کی اطاعت میں نفس کی مخالف کر۔

۱۱۔ مَااَجْهَلَ مَنْ نَسِیَ الْمُسَبِّبَ وَاشْتَغَلَ بِالسَّبَبِ، نَسِیَ البَاقِیَ وَ فَرِحَ بِالْفَانِیْ

ترجمہ: جو مسبب کو بھلا کر سبب سے مشغول ہو گیا، وہ کس قدر جاہل ہے کہ باقی کو بھول کر فانی سے خوش ہو گیا۔

۱۲۔ حقیقةُ الفقرِ اَنْ لَّاتَفْتَقِرَا اِلٰی مَنْ هُوَ مثلُكَ وَ حقیقةُ الغِنٰی اَنْ تَسْتَغْنِیَ عَمَّنْ هُوَ مِثْلُكَ۔

ترجمہ: "فقیر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے (انسان) کا محتاج نہ بنے اور غنا کی حقیقت یہ ہے کہ تُو اپنے جیسے (انسان) سے مستغنی ہو جائے۔

۱۳۔ اُتْرُكْ غَدًا اِلٰی جَنْبِ اَمْسِ لَعَلَّ غَدًایَّاتِیْ وَ اَنْتَ مَیِّتٌ۔

ترجمہ: آنے والے کل کو گزشتہ کل کے پہلو میں رکھ، شاید آنے والا کل آئے اور تو زندہ نہ ہو (مطلب یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جان کر مستقبل کا فکر آج ہی کرنا چاہیے)

۱۴۔ یَا غَنِیُّ لَا تَشْتَغِلْ بِغِنَاكَ عَنْهُ لَعَلَّ غَدًایَأْتِی وَ اَنْتَ فَقِیْرٌ۔

ترجمہ: اے مالدار! اپنی دولت کی بنا پر آنے والے کل سے منہ نہ پھیر، ہوسکتا ہے کہ کل آئے اور تو محتاج ہو۔

۱۵۔ اَکْثَرُ مَایَحمِلُكَ عَلَی الْعَجلَةِ، الحرصُ علی جَمعِ الدُّنیا۔

ترجمہ: زیادہ تر جو چیز تمہیں عجلت (جلدی) پر برانگیختہ کرتی ہے، وہ دنیا جمع کرنے کی حرص ہے۔

۱۶۔ اِنْ اَردتَ اَنْ تکُونَ مُتَّقِیًا، مُتوَکِّلا، وَ اتِقًا فعلَیكَ بِالصَّبْرِ فَاِنَّهٗ اَسَاسٌ لِکُلِّ خَیرٍ۔

ترجمہ: اگر تم متقی، متوکل اور صاحبِ یقین بننا چاہتے ہو تو صبر پر کاربند رہو، کیونکہ صبر ہر بھلائی کی بنیاد ہے۔

۱۷۔ ذِکْرُ البَذْرِ وَالْحَرْثِ وقتَ حَصادِ النَّاسِ لَا یَنْفَعُ۔

ترجمہ: جب لوگ فصل کاٹ رہے ہوں تو اُس وقت بیج اور کھیتی کی باتیں سُودمند نہیں ہوتیں (یعنی نتائج و ثمرات اور فیوض و برکات کے ظہور کے وقت اعمالِ صالحہ کی کوشش اور اُس کے عدمِ حصول پر حسرت بے سُود ہے بمصداق اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

۱۸۔ صُحبتُكَ لِلاَشرارِ تُوقِعُكَ فِی سُوءِ الظَّنِّ بِالْاَخیارِ۔

ترجمہ: بُروں کی صحبت تمہیں نیکوں کے ساتھ بدگمانی میں مبتلا کر

دے گی۔

۱۹۔ لَا تغتَرَّ بِعَمَلٍ فَاِنَّ الاعمالَ بِخوَاتِیمِھَا۔

ترجمہ: عمل پر غرور نہ کر، کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔

۲۰۔ اِحذَرُ مِن بَحرِ الدُّنیا فَقَد غَرِقَ فِیہِ خَلقٌ کَثِیرٌ

ترجمہ: دنیا کے سمندر سے بے خوف نہ رہ، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے۔

۲۱۔ اِذَا تَکَلَّمتَ فَتَکَلَّم بِنِیَّۃٍ صَالِحَۃٍ وَ اِذَا سَکَتَّ فَاسکُت بِنِیَّۃٍ صَالِحَۃٍ، کُلُّ مَن لَّم یُقَوِّمِ النِّیَّۃَ قَبلَ العَمَلِ فَلَا عَمَلَ لَہٗ۔

ترجمہ: گفتگو اور خاموشی، دونوں سے پہلے حُسنِ نیّت کو مدّ نظر رکھ، جو شخص عمل سے پہلے نیّت دُرست نہیں کرتا، اُس کے عمل کی کوئی وقعت نہیں۔

۲۲۔ اَلفَقِیرُ ھُوَ الَّذِی لَا یَستَغنِی بِشَیءٍ دُونَ اللّٰہِ تعالیٰ

ترجمہ: فقیر وہ ہے، جس کے استغنا کا سبب ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز نہ ہو (یعنی مال و دولت، اقتدار کی وجہ سے مُستغنی نہ ہو، بلکہ اُس کی استغنا کا واحد سبب ذاتِ باری سے اُس کا رابطۂ قلبی ہو۔)

(بشکریہ، ماہنامہ نور الحبیب، ستمبر 1995ء)

❁❁❁

اختلاف رائے کا طریقہ اور اہمیت و ضرورت

محمد بابر سجافی

آج یوں ہی خیال آیا کیوں نا اختلاف رائے، اس کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر، اس کے طریقہ کار پر کچھ کلمات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ بس اسی لیے کچھ الفاظ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ علم و دانش کی دنیا میں جتنی اہم چیز اختلاف رائے ہے اتنی اہم شاید ہی کوئی چیز ہو میرے خیال اور میرے ناقص مطالعے کے مطابق دنیا کی سب اول درجہ کی ایجادات اسی اختلاف رائے کی مرہون منت ہیں یعنی کہ مخالف آراء کا ہونا ہی اس دنیا کی ترقی کا راز ہے۔ سائنس، مذہب، فلسفہ، سیاست، معیشت کے اصولوں سے لے کر ایک ادنیٰ درجے کے جرگہ کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں اس میں اختلاف رائے کا حسن اپنی دلکشی کے ساتھ موجود رہا ہوگا۔ اختلاف رائے کی موجودگی اس بات کی قوی دلیل ہے کہ ہر انسان فطری طور پر کچھ نکات پر اپنے فہم و عقل کے مطابق الگ نقطہ رکھتا ہے اور اپنی الگ فکر کا استعمال کرتے ہوئے دوسرے کی رائے سے مختلف رائے دیتا ہے۔ اختلاف رائے سے اس معاملہ پر مباحثے، مکالمے ہوتے ہیں جس سے ایک نئی اور ممکن بہتر رائے سامنے آتی ہے۔

اختلاف رائے کسی بھی معاشرے کی فکری تربیت اور ترقی کے لیے نہایت ضروری امر ہے۔ ہر چیز کا من و عن تسلیم کر لینا میرے خیال میں اللہ کی دی گئی نعمت عقل اور اللہ کے دیئے گے حکم و سوال کی نفی ہوگی جیسا کے مختلف جگہوں پر فرمایا گیا کہ ”کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور بے شک عقل والوں کے لیے اس میں نشانیاں ہیں“ اب غور ہوگا تو ہم سمجھیں گے اب اگر غور کریں گے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ میری رائے وہ نا ہو جو کہ میرے والد صاحب کی یا کسی اور عالم یا انسان کی ہو اب سچ کی تلاش ہی یہاں سے شروع ہوگی کہ آخر ہمارا فہم درست ہے یا غلط۔ اس کے بعد اصلاح اور مضبوطی کا عمل وقوع پذیر ہوگا۔ کوئی بھی جہاں سوال نہیں اٹھایا جاتا وہاں میرے خیال میں فکری کم ظرفی یا اندھی تقلید کا بول بالا ہے جو کہ ترقی و سچائی کا سخت ترین دشمن ہے۔

اختلاف رائے کے لیے بنیادی اصول شائستگی اور دلیل ہیں یعنی کے اختلاف رائے کا مطلب یہ ہرگز نہیں لے لینا چاہیے کہ اگر آپ کو علم ہی نہیں ایک بات کا اور اس پر اختلاف فقط اس بنیاد پر کر رہے ہیں آپ کو ٹھیک نہیں لگ رہی آپ کے سکول آف تھاٹ کو مناسب نہیں معلوم ہوئی تو آپ کہہ ڈالیں میں نہیں مانتا یہ اصول بنیادی طور پر غلط اور غیر علمی رویے کی دلالت ہے۔ اختلاف تو تبھی ممکن ہے جب آپ اس کے پورے سیاق وسباق کو باغور معائنہ کر چکے ہوں اور اس کے بعد آپ کو معلوم پڑتا ہے کہ یہ معاملہ میرے فہم کے مطابق درست نہیں مصنف اس معاملے میں یا منصف اس معاملہ کے دلائل کی نفی کر رہا ہے تو نہایت شائستگی اور بنیادی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اس پر اپنی رائے انتہائی صداقت سے دیں اور اس نیت وحوصلے سے دیں کہ اگر آپ پر کوئی غلطی واضح ہو جاتی ہے تو اس پر اپنی درستگی فرما دیں گے۔ اختلاف رائے کے وقت اس بات کا باخوبی خیال بھی اختلاف رائے کے بنیادی اصولوں میں شمار ہوتا ہے کہ آپ جس چیز سے اختلاف کر رہے ہیں کیا آپ کا اختلاف اس کی بنیاد کی نفی تو نہیں کر رہا یعنی اگر سائنسدان سے اختلاف ہے تو کیا آپ سائنس کے بنائے گئے اصولوں کے ساتھ ناانصافی تو نہیں کر رہے یا اگر کسی عالم مذہب کے ساتھ اختلاف ہے تو کہیں مذہب کی بنیادی نص کو تو نقصان نہیں پہنچا رہے یا فلسفی سے ہے تو فلسفہ کا بنیادی اصول تو متاثر نہیں ہو رہا یعنی اختلاف رائے اور رد کو ایک سا تو نہیں جان رہے۔ اپنی دلیل کا پہلے بغور جائزہ لیجیے پھر اسے متکلم کے سامنے پیش کیجیے۔ اختلاف کا اصل مقصد فہم وفراست کا معاملہ عیاں کرنا ہو نہ کہ اپنی واہ واہ کروانا۔ اہم بات یہ کہ اختلاف کا مرکز مباحثے یا مکالمہ والا فیصلہ یا عنوان ہونا لازم ہے یہاں اکثریتی ایسا کہتے ہیں کہ فلاں جگہ غلط لکھا تھا تو یہاں بھی غلط لکھا ہوگا۔

ہمارا معاشرہ چونکہ اس چیز کو آسانی سے قبول نہیں کرتا علم ودانش کی جگہ جذبات کو ترجیح اور نعروں کو فوقیت حاصل ہے اس لیے ہمارے معاشرے میں ایک چیز یہ ہے کہ عقیدت کی پٹی بندھی ہے اسے اتارنے کے لیے نہایت عمدہ اسلوب اختیار کرنا چاہیے سب سے پہلے عوام کو اس بات پر قائل کرنا لازم وملزوم ہے کہ ایک غلط والے کا سب غلط نہیں ہوتا اور ایک صحیح والے کا سب صحیح ہونا کوئی لازم امر نہیں۔ بچپن سے ہی علمی بنیادوں پر بات کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے اور اختلاف کا طریقہ کار مرتب کر کے بتانا چاہیے۔ اس کے اصل طریقہ کار سے روشناس

کروایا جانا چاہیے۔ اختلاف سب سے اہم اصول باور کروانا چاہیے کہ کسی پر معاملہ تھوپ نہ دیا جائے بلکہ کہا جائے اپنا موقف ہے آپ اگر بہتر دلائل دے سکتے ہوں تو دے دیجیے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح ہم اپنی نسل میں اس احسن کام کو خوش اسلوبی سے پیوست کر کے دنیا کو ایک صحت مند معاشرہ دے سکیں گے۔

اختلاف رائے کو تب نفاق سے بچایا جا سکتا ہے وگرنہ اختلاف رائے کا اسلوب منافقانہ رائے میں بدل جائے گا جو کہ باعث رحمت اور سچائی کی طرف اقدام بڑھانے کے بجائے دشمنی بن جائے گا۔

آئمہ وفقہاء کا آپس میں حسن اختلاف:

دورِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اختلاف جسے امت کے لیے رحمت قرار دیا گیا تھا، اسے غیر ذمہ دارانہ رویوں اور کج فہمی کی وجہ سے باعث زحمت بنا کر امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا ہے۔ آج ہمارے نوجوان ہر مسئلہ میں پریشان دکھائی دیتے ہیں کہ کس فتویٰ پر عمل کریں، ایک صاحب کے فتویٰ پر عمل کریں گے تو دوسرے کے نزدیک وہ کفر ہو جائے گا اور یہ ایک ایسا موذی مرض ہے جو نوجوان طبقہ کو اسلام سے دور کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ بحیثیت مسلمان اگر ہم اسلام کو دیکھیں تو قرآن میں واضح حکم ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، ہم نے اس آیت سے اتفاق کا فارمولا اخذ کر رکھا ہے جبکہ اس فرمان خداوندی سے اتفاق نہیں بلکہ اتحاد کا درس ملتا ہے اور اتحاد اختلاف کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم حدیث پاک کا مطالعہ کریں تو ہمیں حدیث مبارکہ ملتی ہے کہ (اختلاف امتی رحمۃ) میری امت کا آپس میں اختلاف کرنا باعث رحمت ہے۔ آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کو ملا کر پڑھیں تو مفہوم یہ ہی نکلے گا کہ دلائل و براہین، علم و تحقیق کی روشنی میں اختلاف کرو لیکن اتحاد کی رسی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اسلام نے جو چیزیں (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ) فرض فرما دیں، ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے لیکن یہ کام کرنے ہی کرنے ہیں، اور اسی طرح جو چیزیں (شراب، بدکاری، جوا، وغیرہ) مطلقاً حرام قرار دیئے ہیں، ہمیں ان سے اجتناب کرنا ہی کرنا ہے، سمجھ آئے یا نہ آئے۔ لیکن دیگر معاملات میں اصول، قواعد، کلیے، فارمولے دے کر فرمایا کہ اب سوچو، غور کرو، جو سمجھ آئے دلیل کی روشنی میں اس پر عمل کرو۔ اس پر حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم بھی دلالت کرتا ہے کہ اگر کسی صاحب اجتہاد سے غلطی بھی ہو جائے تو اس کے لیے ایک نیکی ہے اور اگر وہ اجتہاد

ٹھیک کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کے لیے دو نیکیاں ہیں۔ یہ حدیث پاک بھی اتحاد کا درس دیتی ہے کہ اگر علم و تحقیق کے بعد بصورت اجتہاد غلطی بھی کرتے ہو تو تب بھی نیکی ہے۔

تاریخ اسلام بھی اس امر پر شاہد ہے کہ آئمہ، محدثین، مفسرین، فقہاء میں اختلاف رہا لیکن اتحاد بھی تھا۔ دور صحابہ کو ہی دیکھ لیں کہ سینکڑوں مسائل پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپس میں علمی و تحقیقی اختلاف موجود تھا۔ آئمہ کے ادوار کو دیکھیں تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے شاگرد قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تین چوتھائی مسائل و احکام میں امام اعظم کے ساتھ ہی اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ حنفیت سے خارج ہوتے ہیں نہ ہی امام صاحب ان کو اپنے درس سے نکلنے کا حکم دیتے ہیں، کیونکہ اختلاف تھا لیکن اتحاد کا دامن بھی ہاتھ میں تھا۔ آپ امام صاحب کے بعد باقی تین آئمہ کرام کو دیکھ لیں، اگر اختلاف منع ہوتا، بلکہ اصول و قواعد میں اختلاف کرنا بھی منع ہوتا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مجتہد اور امام کیسے بنتے؟ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا تو اصول و قواعد میں ہی اختلاف ہے اور اسی اختلاف کی بنیاد پر دونوں کے ہاں مختلف فقہی مسائل بیان ہوتے ہیں۔ بعض صورتوں میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں احکام موجود ہیں کہ حنفی امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی اور بعض صورتوں میں احناف کے ہاں حکم موجود ہے کہ ان کی شافعی امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ اس قدر شدید اختلاف کے باوجود بھی اتحاد قائم ہے اور کسی شافعی نے کسی حنفی پر یا کسی حنفی امام نے کسی شافعی فقیہ پر فتویٰ صادر نہ کیا۔ آپ امام احمد بن حنبل کی مثال لے لیں، وہ امام شافعی کے شاگرد ہیں لیکن اپنے ہی استاد امام شافعی سے اتنا اختلاف رکھتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں ایک نئے فقہی مذہب کے امام بنتے ہیں۔ آپ محدثین کی مثال میں امام بخاری اور امام مسلم کو لے لیں، امام مسلم امام بخاری کے شاگرد ہیں، لیکن اپنے ہی استاد سے (اور استاد بھی امام بخاری) سے حدیث کی روایت و درایت کے اصول و قواعد پر اختلاف کر لیتے ہیں اور اسی اختلاف کی بنیاد پر پوری صحیح مسلم شریف میں امام بخاری سے کوئی حدیث روایت نہیں فرماتے لیکن اس اختلاف کے باوجود بھی امام بخاری پر کوئی فتویٰ نہیں دیتے بلکہ انہیں امام الحدیث تسلیم کرتے ہیں۔ آپ امام ابوحنیفہ اور ان کے بعد آنے والے امام الحدیث اور امام بخاری کے آپس میں بنیادی اختلاف کو لے لیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایمان قول اور اقرار کا نام ہے اور عمل ایمان کی تقویت کا باعث

بنتا ہے جبکہ امام بخاری کے نزدیک ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے، گویا کہ امام بخاری کے نزدیک اگر عمل نہ کیا جائے تو انسان کا ایمان ہی نہیں رہتا۔ یہ اختلاف اس مثال سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ایک شخص جان بوجھ کر نماز ادا نہیں کرتا وہ تب بھی مسلمان ہی رہتا ہے لیکن گناہ گار ہوگا جبکہ امام بخاری کی ایمان کی تعریف کے مطابق اگر کوئی ایک نماز بھی قضا کر دے تو وہ مسلمان ہی نہ رہا اور اسے تجدید ایمان کرنا پڑے گی۔ اس قدر شدید اور بنیادی اختلاف کے باوجود امام بخاری کبھی امام ابوحنیفہ پر کوئی فتویٰ جاری نہیں کرتے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا تو اسلام کو جمود ہوتا، اور اگر اسلام کو جمود ہوتا تو (معاذ اللہ) اسلام صدیوں قبل ہی کالعدم ہو گیا ہوتا۔ یہ اختلاف کا حسن اور اختلاف کی رحمت ہی ہے جس نے مختلف علاقوں، تہذیبوں میں ان کی روایات کے مطابق احکام میں اختلاف کے ساتھ اسلام کو پروان چڑھایا۔ لیکن اس اختلاف کے ساتھ اللہ کریم کے حکم کے مطابق اتحاد بھی قائم رہا۔

دورِ حاضر میں بھی مسلم اُمہ اور خاص کر علماء کرام، مختلف مذاہب کے مفتیان کرام کو دوسرے مذہب و مسلک کے علماء کے علمی و تحقیقی اختلاف کی قدر کرنی چاہیے۔ اپنا فتویٰ دوسرے پر لاگو کرنے کی بجائے دوسرے کے مؤقف کی قدر کرنی چاہیے۔ آپ کی تحقیق، آپ کا فتویٰ آپ کو دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز کی اجازت نہیں دیتا تو آپ ادا نہ کریں لیکن بطریق آئمہ وفقہاء واتحاد کی رسی کو تو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ و رسول نے ہمیں اتحاد کا حکم دیا ہے اور اختلاف کرنے کی اجازت دی ہے لیکن کہیں بھی ہمیں کسی کے خلاف ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی مطلقاً اتفاق کا حکم دیا۔

آپ علم و تحقیق کی روشنی میں اصول و قواعد، احکام و مسائل پر اختلاف کریں لیکن اس اختلاف کو عناد اور فرقہ واریت کی بنیاد نہ بنائیں۔ اختلاف کریں لیکن متحد رہیں۔ اختلاف کو بصورت اتحاد رحمت رہنے دیں امت کے لیے تفرقہ کی صورت میں زحمت نہ بنائیں۔ خدارا! رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے ٹکڑے نہ کریں۔ آج صد کروڑ افسوس کہ رسول اللہ کی امت تعداد میں ڈیڑھ ارب ہو کر ڈیڑھ لاکھ سے بھی کم ہے۔

اللہ کریم ہمیں دین کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

❁❁❁

از خواب گراں خیز

حافظ محمد قیصر منیر، ضلع چکوال

آج جب کہ ہر دل میں حب دنیا اور حرص وہوا گھر کیے ہوئے ہیں۔ انسان سراسیمگی اور پراگندگی کا شکار ہو گیا، قلبی سکون کھو بیٹھا، انجانے خوف نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا، الغرض اس دور کا انسان تمام وسائل اور معاشی آسودگیوں کے ہوتے ہوئے اس قدر ذہنی انتشار و افلاس کا شکار کیوں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے اور ایسا سوال جو ہر انسان کے منہ پر لکھا ہوا ہے، اسے آج تک کوئی بڑے سے بڑا فلسفی اور ماہر نفسیات بھی حل نہیں کر سکا۔ آخر قرآن کریم اور سنت رسول عظیم نے اسے حل کیا کہ انسان چونکہ اپنے خالق و مالک کو بھول بیٹھا ہے اور اس نے اپنے خانہ دل کو خواہشات نفسیانیہ کا الہ آباد بنا رکھا ہے۔ اس نے خالق کائنات کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء و مرسلین کی تعلیمات وعقائد کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حالانکہ خالق ارض وسماوات نے انسان کے قلبی سکون کا باعث صرف اپنی یاد اور ذکر کو قرار دیا۔ جن لوگوں نے اس ذکر سے اپنے قلوب کو منور کیا، وہ خاصان حق کہلائے۔ ان کو پس مرگ بھی نوید حیات سے نوازا گیا۔ ان پر لفظ موت کا اطلاق ضرور ہوا مگر ان کا نام اور کام صفحہ ہستی سے نہ مٹ سکا اور وہ شعر ھذا کا مصداق اتم قرار پائے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ ء عالم دوام ما

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں ایسے چیدہ و برگزیدہ نفوس مینارہ ءنور بن کر چمکتے رہے ہیں اور ہر آڑے وقت میں قدرت نے اپنی مخلوق کی رہنمائی و دستگیری کے لئے انہی ذوات مقدسہ کو منتخب فرمایا جب بھی دین متین پر کوئی ملحد و زندیق خود ساختہ مفروضات کی بنا پر حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب ومخصوص بندوں کو اپنی تائید ونصرت سے نواز کر الحاد و زندقہ کی بیخ کنی کے لئے میدان عمل میں اتر آنے کی جراءت دی۔ ایسے ہی پاک باز و پاک نہاد بندگان میں سے حضرت قبلہ ءعالم حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی ہیں۔ جب برٹش گورنمنٹ کے ایما اور حکومتی اعانت کے بل بوتے پر متنبی

قادیانی مرزا غلام احمد نے دعویٔ نبوت کیا تو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے اشارہ پا کر اور ایک باخدا انسان کے کشف غیبی کو امر الٰہی تصور کرتے ہوئے حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ختم نبوت کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیت کے خلاف حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز استدلال و انداز اثبات مقام ختم نبوت کو دیکھتے ہوئے تمام مکاتب فکر اسلامی کے جید و متدین علمائے کرام نے آپ کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا اور مرزا قادیانی کے مقابلے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ علمی و عملی اقدامات کو حجت تسلیم کیا۔ نتیجتاً متنبی قادیان کو منہ کی کھانا پڑی اور وہ حکومتی اعانت و سرکاری معاونت کے باوجود بھی خائب و خاسر ہوا اور اس کا مکر و کذب اور دجل و فریب تمام ہندوستان والوں بلکہ پوری دنیا کے اہل علم و فہم پر آفتاب نیمروز کی طرح آشکارو عیاں ہو گیا۔ اس طرح اہل اسلام نے اس فتنۂ عظیمہ سے نجات پائی۔

۲۴ اگست کو گولڑہ شریف سے آپ لاہور کے لئے روانہ ہوئے اور پچاس کے قریب نامی گرامی علماء آپ کے ہمراہ تھے جو پشاور، ہزارہ، اٹک، گجرات، گوجرانوالہ، شاہ پور میانوالی کے علماء اور مشائخ اثنائے راہ یا لاہور میں پہنچنے سے قبل یا بعد پہنچ کر آپ کے استقبال کنندگان میں شامل تھے۔

ذیل میں ان علماء مشائخ کی فہرست دی جا رہی ہے جو شاہی مسجد کے جلسے کے اندر اس معرکے میں قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شریک ہوئے۔

علماء و مشائخ ناصرین کی فہرست

(۱) جناب ابو سعد حضرت خواجہ محمد عبد الخالق صاحب سجادہ نشین جہان خیلاں بن حضرت خواجہ قادر بخش صاحب شمس عرفانی رحمۃ اللہ علیہ (۲) جناب مولانا مولوی عبد الجبار صاحب بن مولانا مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی (۳) جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی (۴) جناب مولانا مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیداں نقشبندی (۵) جناب صاحبزادہ سید عبد القاہر صاحب سجادہ نشین باجھ خیلاں ضلع پشاور (۶) جناب صاحبزادہ محمد چراغ صاحب سجادہ نشین چکوڑی بھیلووال ضلع گجرات (۷) جناب صاحبزادہ عبد العزیز صاحب سجادہ نشین چاچڑ شریف ضلع شاہ پور (۸) مولانا مولوی غلام محمد صاحب بگوی نقشبندی امام شاہی مسجد لاہور (۹) مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (۱۰) مولانا مولوی عبد الاحد صاحب خان پوری (۱۱) مولانا حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی (۱۲) مولانا مولوی احمد دین صاحب بھوئی کیمبل پور (۱۳) مولانا مولوی عبد اللہ صاحب سجادہ نشین جلو ضلع ہزارہ (۱۴) مولانا مولوی محمد نور الحق صاحب ضلع شاہ پور (۱۵) مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب باغبانپوری (۱۶) مولانا مولوی محمد ذاکر صاحب اول مدرس مدرسہ حمیدیہ

انجمن حمایت اسلام لاہور (۱۷) مولانا مولوی میر محمد عبد اللہ صاحب پشاوری (۱۸) مولانا مولوی محمد یوسف صاحب سکنہ بھوئی (۱۹) مولانا مولوی عبد الحق صاحب غزنوی (۲۰) مولانا مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی لاہور (۲۱) مولانا مولوی محمد شریف صاحب سکنہ بھیلو وال ضلع گجرات (۲۲) مولانا مولوی ابو محمد احمد صاحب لاہوری (۲۳) مولانا مولوی غلام مصطفیٰ صاحب پروفیسر عربی ، فارسی گورنمنٹ کالج لاہور (۲۴) مولانا مولوی محکم الدین صاحب لاہوری (۲۵) مولانا مولوی محمود الدین صاحب مہتمم مدرسہ ڈیرہ غازی خان (۲۶) مولانا مولوی غلام احمد صاحب اول مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور (۲۷) مولانا مولوی احمد دین صاحب ضلع جہلم (۲۸) مولانا مولوی حافظ محمد غازی صاحب راولپنڈی (۲۹) مولانا حافظ سراج الدین صاحب سکنہ گولڑہ شریف (۳۰) مولانا مولوی ابو الفیض محمد حسن صاحب مدرس انجمن نعمانیہ لاہور (۳۱) مولانا حافظ احمد علی صاحب بٹالوی (۳۲) مولانا مولوی نور احمد صاحب پسروری (۳۳) مولانا مولوی جمال الدین صاحب لاہوری (۳۴) مولانا مولوی محمد حسین صاحب چینیاں لاہور (۳۵) مولانا مولوی علی محمد صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور (۳۶) مولانا مولوی نور احمد صاحب ضلع فیروز پور (۳۷) مولانا مولوی احمد علی صاحب سیالکوٹی (۳۸) مولانا مولوی شفیق الرحمٰن صاحب لاہوری (۳۹) مولانا خلیفہ عبد الرحیم صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور (۴۰) مولانا مولوی سید حسن صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی (۴۲) مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مدرس انجمن نعمانیہ لاہور (۴۳) مولانا مولوی غلام ربانی صاحب سکنہ بھوئی (۴۴) مولانا سید لعل شاہ صاحب ضلع ہزارہ (۴۵) مولانا مولوی شہاب الدین صاحب مرولہ (۴۶) فتح علی صاحب ریاست جموں کشمیر (۴۷) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مدرس مدرسہ اسلامی کالرا (۴۸) مولانا مولوی امیر حمزہ صاحب ساکن بھوئی (۴۹) مولانا مولوی محمد عبد الحق صاحب ضلع شاہ پور (۵۰) مولانا مولوی جمال الدین صاحب راولپنڈی (۵۱) حضرت خلیفہ شاہ عبد العزیز صاحب پشاوری (۵۲) مولانا مولوی ولی احمد صاحب ہزارہ (۵۳) مولانا مولوی عبد الطیف صاحب مجنی افغانستان (۵۴) مولانا مولوی احمد دین صاحب سکنہ جواہر تحصیل چکوال (۵۵) مولانا مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور (۵۶) مولانا مولوی احمد علی صاحب واعظ دہلوی وغیرہ وغیرہ

۞۞۞

سرزمین شکرگڑھ پر ہونے والی پانچویں سالانہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

سید حبیب الرحمن شاہ، نقشبندی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولا ہماری جان و مال سے بڑھ کر پیاری ذات نبی مکرم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا۔ اس عقیدہ ختم نبوت پر امت مسلمہ کا شروع سے اجماع ہے اور پھر یہ عقیدہ دین کی اکملیت و کاملیت میں سے ہے ہمارے پیارے نبی مکرم کے بعد اپنی طرف سے من گھڑت کسی کو ظلی یا بروزی نبی ماننا یا آپ کے آخری نبی ہونے میں شک کرنا بالا اجماع کفر کا ارتکاب کرنا ہے اور اس طرح ہر دور میں منکرین ختم نبوت و رسالت نے اس اجماعی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی ہر نا کام کوشش کی ہے اور نئے نئے مدعیان نبوت سامنے آئے۔ یوں تو برصغیر میں منکرین ختم نبوت کے کئی گروہ ہیں مگر انگریز کا خود کاشتہ فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر ابھرا۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں سامنے آیا۔ جس نے پہلے مجددیت، مہدویت اور پھر اپنی جھوٹی نبوت کا جال پھیلایا اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا۔ لیکن مجاہدین ختم نبوت نے ان مدعیان کا بروقت تعاقب کیا اور گلشن ختم نبوت کی پاسبانی کے لیے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی جس کی زندہ مثال حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیانیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد ملت عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے شیر دل ناموس رسالت کے پاسبان میدان میں آئے اور وعظ اور قلم یعنی مضامین و تصانیف سے حتیٰ کہ مناظرہ اور مباہلہ سے ختم نبوت کے

دلائل اور شعور ختم نبوت اجاگر کرتے رہے۔ المختصر آج اس دور حاضر میں جب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے نام پر قائم ہونے والے ملک پاکستان کی حکومت اسلام دشمن سامراج غیر ملکی طاقتوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے اس خود کاشتہ پودے کو تحفظ دینے پر اتری تو مرد مجاہد استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ غلام دستگیر فاروقی بھی تاجدارِ ختم نبوت کی ختم نبوت کے تحفظ کا علم اٹھائے ہوئے تقریر و تحریر کے ذریعے لوگوں کے مردہ دلوں میں ایک نئی روح پھونکنے کے لیے اپنی زندگی کا ہر ہر پل ختم نبوت کے مشن کے لیے صرف کر رہے ہیں اور حکومت کے اداروں کو بھانپتے ہوئے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے مجاہد ختم نبوت فاضل نوجوان ''مفتی غلام مرتضٰی ساقی'' نے اپنے ساتھیوں سے مل کر خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب کی سرپرستی میں پانچ سال قبل ہی شکر گڑھ کی سرزمین میں قوم وملت کے نوجوانوں میں آقا دوجہاں ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا شعور بیدار کرنے کے لیے ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کر دیا تھا۔ شاید یہ ارادہ لے کر کہ

کوئی مہر تاباں سے کہہ دے اپنی کرنوں کو سنبھال رکھے
میں خود اپنے ذرے ذرے کو چمکنا سکھا رہا ہوں

قارئین کرام!

امسال 2019ء کی بادشاہ میرج ہال ظفروال روڈ شکر گڑھ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے لیے ایک ماہ قبل ہی مجاہد ختم نبوت مفتی غلام مرتضٰی ساقی، قاری محمد نعیم سلطانی، حافظ علامہ محمد شکیل اور چوہدری سجاد، حافظ نوید احمد چودھری، چوہدری محمد عمر نمبردار، محترم حسنین ملک حافظ غلام حیدر ساقی ادارہ ''المنتہیٰ'' شکر گڑھ کی کمیٹی وممبران نے مل کر مجاہدانہ دعوت کو مختلف علاقوں میں جا جا کر عام کیا۔ ان سب کی محنتوں کا ثمر کہ 8 ستمبر 2019ء بروز اتوار کو بادشاہ میرج ہال میں اس کا پورے زور وشور سے انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت صاحبزادہ قاری غلام مجتبیٰ ساقی صاحب کو اللہ رب العزت نے بخشی اور محمد ذیشان آسوی نے ہدیہ نعت پیش کیا جبکہ بندۂ احقر نے منقبت اہل بیت کا نظرانہ پیش کیا اس کے بعد خطابات کا سلسلہ شروع کیا گیا اور عالم نبیل فاضلِ جلیل خطیب نکتہ دان حضرت علامہ مولانا محمد حامد سرفراز رضوی قادری (خطیب اعظم ڈجکوٹ) نے علمی خطاب سے سامعین

کے جذبات کو ابھارہ اور عقیدہ ختم نبوت پر خوب روشنی ڈالی ان کے بعد مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ مجددی نوری (آف شکر گڑھ) آپ نے اپنے ملفوظات سے نوازا۔ بعدازاں مقبول عرب عجم سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اقبال چشتی صاحب (خطیب اعظم لاہور) نے مجاہدانہ انداز میں علمی اور تحقیقی خطاب سے شرکاء کے اندر شعور ختم نبوت کو اجاگر کیا اور قادیانیوں کو خوب للکارا کہ بادشاہ میرج ہال ختم نبوت کے نعروں سے گونج اُٹھا۔

کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی سید واجد شاہ گیلانی صاحب (امیر تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان) کوٹلی میانی سے تشریف لائے اور آپ نے خطاب کے دوران ایک قرارداد پیش کی آپ نے فرمایا کہ ''ہماری حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ پاکستان کے قومی شناختی کارڈ پر قادیانیوں کو باقاعدہ طور پر اقلیت قرار دیا جائے'' اس قرارداد کو سن کر لوگوں نے بہت سراہا۔

پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ عطاء الحق نقشبندی، پیر طریقت رہبر شریعت سید محمود الحسن شاہ (آستانہ عالیہ سٹھیالہ شریف) اور پیر طریقت رہبر شریعت پیر محمد اقبال شرفی صاحب (آستانہ عالیہ سم شریف جھنگی) بطور مہمان جلوہ افروز ہوئے۔

ان کے علاوہ بہت سے علماء ومشائخ تشریف لائے۔

یادگار اسلاف متوکل علی اللہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ حافظ محمد قاسم علی ساقی صاحب زید مجدہٗ (آستانہ چشتیہ خیریہ جلالپور درس شکر گڑھ) نے اس کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

بادشاہ میرج ہال کے مین گیٹ پر استاذ العلماء حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی کی تصانیف کا سٹال بڑے احسن طریقہ سے لگایا گیا اور سٹال کی نگرانی حافظ راحیل چشتی نے کی اور کانفرنس کے تمام شرکاء تک بڑے احسن طریقے سے لٹریچر پہنچایا گیا اہلیان شکر گڑھ نے خواجہ صاحب کی تصانیف کو خوب سراہا کانفرنس کا اختتام صاحبزادہ غلام قادر ساقی صاحب نے اپنی سریلی آواز سے تاجدار انبیاء ﷺ کی بارگاہ میں سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا اور اجتماعی دعا قبلہ حافظ صاحب نے فرمائی دعا کے بعد شرکاء میں لنگر بڑے احسن طریقے سے تقسیم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے
(الحدیث)
جامعہ آمنہ للبنات
خوشخبری
حافظ محمد قاسم علی ساقی
جامعہ آمنہ اسلامک سنٹر ڈھبوالہ
برائے طالبات
(شکر گڑھ)
میں داخلہ جاری ہے
الحاق شدہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان
سلائی کورس / فہم شریعت کورس
آغاز 17 جون 2019 | مدت 6 ماہ
باپردہ ماحول
کوالیفائیڈ سٹاف
ہاسٹل کی سہولت
ٹرانسپورٹ کی سہولت
جامعہ آمنہ زیر تعمیر ہے
اپیل
میٹریل اور نقدی کی صورت میں تعاون فرما کر دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں
ثانویہ عامہ — (میٹرک)
ثانویہ خاصہ — (ایف۔اے)
الشہادۃ العالیہ — (بی۔اے)
الشہادۃ العالمیہ — (ایم۔اے)
ناظرہ قرآن
حفظ القرآن
کمپیوٹر کورس
ناظمہ تعلیمات
زوجہ محترمہ حافظ محمد آصف قادری صاحب
حافظ محمد آصف قادری
ایم اے عربی و اسلامیات
ناظم جامعہ ہذا
0308-0311
4597382

56 واں سالانہ مبارک
عرس
اجتماع
اسلامی
روحانی
اصلاحی
Join Us
LIVE
soutulkhair786
www.soutulkhair.com
soutulkhair786official
بمقام
دربارِ عالیہ مرشد آباد پشاور شہر
1 جمعہ
2 ہفتہ
3 اتوار
نومبر 2019
جامع شریعت وطریقت
عالمی مبلغ اسلام زینت الذاکرین
خواجہ خواجگان
حضرت خواجہ ابوالخیر
پیر محمد عبد اللہ جان صاحب
مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربار عالیہ مرشد آباد شریف پشاور
پیر محمد فخر عالم جان
محمد سیف اللہ جان
شیخ طریقت وشریعت
محبوب الذاکرین عالمی مبلغ اسلام
حضرت علامہ خواجہ ابوالجمال
پیر محمد بدر عالم جان صاحب
ARY
پروگرام
1 نومبر بعد از نماز جمعہ افتتاحی محفل ذکر و فکر جبکہ بعد از نماز مغرب محفل حسن قرات و نعت منعقد ہوگی۔
2 نومبر بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء محفل نعت منعقد ہوگی۔
3 نومبر بروز اتوار صبح 9 بجے تا دوپہر 1 بجے تک خصوصی اختتامی نشست منعقد ہوگی جسمیں علمائے کرام کے خطابات ہوں گے اور موئے مبارک کے زیر سایہ قبلہ عالم خواجہ ابوالخیر صاحب اختتامی خصوصی دعا فرمائیں گے۔
خدام دربار عالیہ مرشد آباد شریف پشاور شہر پاکستان
بالمقابل آرٹ کالونی کوہاٹ روڈ
091-2321484
0300-9843686
0333-5113236
0334-5370535